993

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 27۔جون 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 پر عام بحث

995

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

سوموار، 27۔ جون 2011

(یوم الاثنین، 24۔ رجب المرجب 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 40 منٹ پر زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ
يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾

سورۃ النِّسَاءآ یات 36 تا 37

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ اللہ (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا (36) جو خود بھی بخل

کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اُسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (37)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جب حُسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دِیدار کا عالم کیا ہو گا
جس وقت تھے خدمت میں اُن کی ابوبکر و عمر عثمان و علی
اس وقت رسول اکرمؐ کے دربار کا عالم کیا ہوگا
معراج کی شب حق سے ملنے وہ عرشِ معلیٰ پر پہنچے
رَفتار کا عالم کیا ہوگا گُفتار کا عالم کیا ہو گا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تینوں صاحبان کو ہی پوائنٹ آف آرڈر چاہئے یا کسی ایک کو چاہئے؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! میں انتہائی اہم issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

ملتان میں بھتہ مافیا اور قبضہ گروپ کے خلاف مقدمہ درج کرنے پر متعلقہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کا معطل کیا جانا

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! کل پھر ملتان میں ایک دلخراش واقعہ پیش آیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا آپ نے؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! کل پھر ملتان میں دہشت گردی کا ایک دلخراش واقعہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کدھر ہوا ہے؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب والا! ملتان میں bomb blast ہوا ہے اور ایک انتہائی دلخراش واقعہ تھا، کوئی دس لوگ وہاں پر زخمی ہوئے ہیں جن میں سے چار لوگ انتہائی تشویشناک حالت میں ہیں۔ اس forum پر سب سے پہلے تو میں اس واقعہ کی مذمت کرتا ہوں۔ مجھے آپ کی تھوڑی سی توجہ چاہئے ہوگی۔

جناب سپیکر: کیا کرنا چاہئے؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! کل جو ملتان میں دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے اس سے دو دن پہلے وہاں پر متعلقہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کو معطل کر دیا گیا تھا اور صرف اس وجہ سے معطل کیا گیا کہ انہوں

نے ایک بھتہ مافیا اور قبضہ گروپ کے خلاف پرچہ درج کر دیا تھا۔ افسران کو جب اس طرح سے humiliate کیا جائے گا تو پھر اس طرح کے واقعات کے لئے آپ راستے خود بناتے جائیں گے۔ مجھے افسوس اس چیز کا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ خود ہی انصاف اور قانونی تقاضے پورے کرنے کی بات کرتی ہے۔ اگر کسی بھتہ خور یا قبضہ گروپ کے خلاف کوئی افسر کارروائی کرتا ہے تو وہ اپنی نوکری سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے اس کی انکوائری کرائی جائے یا معزز ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اگر وہ پرچہ ٹھیک درج ہوا ہے تو پھر اس کے مطابق کارروائی کی جائے اگر پرچہ غلط درج ہوا ہے تو ان افسران کو معطل نہیں dismiss کر دینا چاہئے۔ یہ انتہائی اہم واقعہ ہے اور اسی جگہ کا واقعہ ہے جہاں کا ایس ایچ او معطل ہے اور ڈی ایس پی بھی وہیں بیٹھتا تھا۔ اگر ہم اس طرح سے چیزوں کو روندتے گئے اور لوگوں کو ان بھیڑیوں کے سامنے نہتا چھوڑتے گئے تو پھر یہ صوبہ احسن طریقے سے نہیں چل سکے گا۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کی انکوائری کرائی جائے یا اس کے لئے House کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کی تحقیقات کرے اور اس کی رپورٹ آپ کے سامنے پیش کرے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اس بارے میں کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا! ملک اختر صاحب نے جس مقدمے کی نشاندہی کی ہے اس ایف آئی آر کے نتیجے میں اگر تو وہ مقدمہ درست درج ہوا ہے پھر اس کا چالان ہونا چاہئے اور اگر درست درج نہیں ہوا تو وہ مقدمہ نہ صرف خارج ہونا چاہئے بلکہ جن لوگوں نے غلط مقدمہ درج کیا ہے ان کے خلاف کارروائی بھی ہونی چاہئے۔ انہوں نے یہ بڑی serious بات کی ہے کہ ڈی ایس پی اور ایس ایچ او کو معطل کیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہاں پر bomb blast ہوا ہے۔ اس پہلو کی بھی انکوائری کرا لیتے ہیں اگر ان دونوں کا اس بارے میں کوئی ہاتھ ہوا تو پھر اس معاملے میں ان کو نہ صرف ملوث کیا جائے گا بلکہ interrogate بھی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ رپورٹ کب تک مل سکے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ معطل ہوئے تو انہوں نے وہاں پر بم بلاسٹ کروا دیا اس کی رپورٹ تو interrogation کا process مکمل ہونے کے بعد ہی آئے گی باقی انہوں نے جس مقدمے کی بات کی ہے میں اس کی رپورٹ دو روز میں ایوان میں پیش کر دوں گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب میرا مطلب نہیں سمجھے میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ وہ سیٹیں خالی تھیں وہاں پر افسران موجود نہیں تھے۔اب اگر اس طرح لوگوں کو معطل کر کے وہاں سے بھگاتے جائیں گے تو آپ دہشت گردوں کو invite کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس نفری نہیں، یہاں انچارج نہیں لہذا آپ آکر جو مرضی کریں۔پتا نہیں لاء منسٹر صاحب میری بات کو کس طرف لے کر جانا چاہتے ہیں میرا مقصد یہ نہیں ہے اور میں دوبارہ یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ House کی کمیٹی بنا دی جائے اور اس میں جسے مرضی ممبر رکھ لیں مجھے اس میں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور وہ کمیٹی اس سارے معاملے کو دیکھ لے گی لیکن یہ بڑے serious معاملات ہیں اس میں آپ کا اور ہم سب کا فرض بنتا ہے۔اگر ہم نے ان لوگوں کو کھلے عام چھوڑ دیا اور افسران کو اس طرح humiliate کرتے رہے تو یہ بڑی زیادتی کی بات ہے۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! لاء منسٹر صاحب کو ان کی بات کا جواب دے لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ملک صاحب نے جس مقدمے کی طرف نشاندہی کی ہے آپ مجھے دو دن دیں تاکہ میں پتا کر سکوں کہ اس ایف آئی آر کا اندراج درست ہوا ہے یا کسی نے اس کو manipulate کیا ہے۔ دو دن کے اندر اس کی رپورٹ معزز ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب دو دن کا وقت مانگ رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا دو دن تک اجلاس رہے گا؟ میری اطلاع کے مطابق تو اجلاس کل ختم ہو رہا ہے اور میں لاء منسٹر صاحب کو ان کی commitment یاد کراؤں گا کہ انہوں نے کہا تھا کہ وہ فلڈ پر جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ بھی اس اجلاس کے دوران ایوان میں پیش کریں گے لیکن متوقع ہے کہ کل یہ اجلاس ختم ہو جائے گا لہذا یہ آج یا کل کسی وقت وہ رپورٹ بھی پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو کوئی ایسا آرڈر موصول ہو گیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے تو کوئی آرڈر موصول نہیں ہوا لیکن آپ commitment دے دیں کہ کل اجلاس ختم نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: میں ابھی تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمیشہ اسی طرح ہوتا ہے کہ بجٹ سیشن کے ہمارے پرائیویٹ ممبرز ڈے رہتے ہوں تو روایت یہ ہے کہ انہیں پورا نہیں کیا جاتا لہذا میں تو روایت سے چلوں گا۔ اگر ایک پودے پر ایک سال امرود لگا ہے تو میں توقع رکھوں کہ اگلے سال اس پر مالٹے لگیں گے تو وہ مناسب نہیں ہوگا۔ آپ کی روایت یہی ہے کہ آپ نے ہمیشہ اسی طرح کیا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ فلڈ پر رپورٹ بہت اہم چیز ہے اور وہ ایوان میں آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! لغاری صاحب فلڈ کے بارے میں رپورٹ مانگ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی محسن لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جس دن یہ رپورٹ پیش کرنی ہوئی اس دن اگر اجلاس جاری نہ ہوا تو وہ رپورٹ سیکرٹری اسمبلی کو پیش کر دی جائے گی اور معزز ممبر اس رپورٹ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: فلڈ والی رپورٹ کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فلڈ والی رپورٹ اس ایوان میں اور میڈیا کو جاری کرنے کے لئے تقریباً تیار ہے اور وہ ایک آدھ دن میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ فلڈ والی رپورٹ ایک آدھ دن میں پیش کر دی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں سمجھی کہ فراڈ والی رپورٹ پیش کریں گے sorry۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں آپ کو یہ بتا دوں کہ ضمنی بجٹ پر بحث کے لئے آج کا دن ہے اور میں اس میں short listing بھی کرنے والا ہوں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! MCHD کے ملازمین۔۔۔

جناب سپیکر: کس کے؟ آرڈر پلیز۔ مجھے ان کی بات سننے دیں۔ جی، ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: پورے پنجاب سے MCHD کے ملازمین آئے ہوئے ہیں اور وہ صبح سے پر امن احتجاج کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اگر ایوان کی ایک کمیٹی بنا کر ان کے پاس بھیج دیں تو وہ کمیٹی ان کی بات بھی سن لے گی اور ایوان میں اس کا جواب بھی دے دیا جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ ، جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اس House کی توجہ اس طرف دلاناچاہتاہوں کہ بجٹ میں تمام مطالبات زر In the name of Governor منظور کئے ہیں، جو cut motions ہوئی تھیں ان پر جو reaction ہوا وہ بھی سارا گورنر کے نام پر ہوا۔ کل جو واقعہ ہوا ہے کہ لاہور میں جو دھاندلی ہو رہی تھی اس بارے میں گورنر نے Chief Executive of the Province کو فون کیا لیکن وزیر اعلیٰ نے ان کا فون نہ سن کر ایک Constitutional violation کی ہے ہم اس پر باقاعدہ احتجاج کرتے ہیں اور ہمیں یہ assurance چاہئے کہ آئندہ کے لئے جو بھی constitutional head ہو اس کا نام چاہے لطیف کھوسہ ہو یا کوئی اور ہو وہ کسی بھی صدر کا appointee ہو آئینی طور پر اس کا فون سننا Chief Executive کی ذمہ داری میں ہے moreover قائد حزب اختلاف Chief shadow Minister consider کیا جاتا ہے ،اس کا پروٹوکول اور اسی کی سکیورٹی حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے لیکن کل جب قائد حزب اختلاف کالج آف ہوم اکنامکس میں پولنگ سٹیشن کا visit کرنے کے لئے گئے تھے تو وہاں plan کر کے ان پر تشدد کیا گیا اور وہاں صبح 8 بجے سے ہی جتنے بیلٹ بکس تھے انہیں pass کر دیا گیا تھا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم ، شیم
اور معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جھوٹ جھوٹ کے نعرے)

جناب سپیکر: گوندل صاحب!آپ کیا کر رہے ہیں ؟آپ مہربانی کر کے House کو چلنے دیں۔اس طرح نہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر! پنجاب میں جتنے الیکشن ہوئے ہیں کچھ جگہوں پر اگر چھ سو ووٹ تھے تو وہاں ساڑھے چھ سو ووٹ pool کئے گئے ہیں۔مقامی انتظامیہ اور پولیس (ن) لیگ کے امیدواروں کی کھلم کھلا support کرتی رہی ہے اور پھر لاء منسٹر صاحب پریس سے کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے خود plan کر کے مار کھائی ہے۔ جمہوری دور میں جو ماریں پڑتی ہیں کیا وہ سارے سیاسی ورکر plan کر کے کھاتے ہیں؟ یہ انتہائی شرمناک بات ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا تقریر ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! خواتین پر تشدد کیا گیا ہے اور پنجاب میں بدترین دھاندلی کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود پنجاب کے غیور عوام نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں۔ صرف آٹھ سیٹوں پر contest ہوا ہے ان کو نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہئے۔انشاء اللہ اگلے الیکشن میں شکست ان کا مقدر بنے گی۔کل قائد حزب اختلاف، سابق ایم پی اے جناب سمیع اللہ خان اور ذکریا بٹ پر جو تشدد کیا گیا ہے ہم اس کے خلاف علامتی طور پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! بات سن کر جائیں۔گوندل صاحب بات سن کر جائیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ غیر جمہوری لوگ ہیں جنہوں نے کشمیر کے اندر دھاندلی نہیں بلکہ دھاندلا کیا ہے۔انہوں نے وہاں پر ظلم کیا ہے۔کشمیر کے اندر لوگوں کو قتل کیا گیا ہے۔ پنجاب میں، لاہور میں جہاں پرامن الیکشن ہو رہا تھا جہاں پر کوئی ایسی وجہ نہیں تھی کہ اس الیکشن کو روکا جائے اسے suspend کیا جائے لیکن انہوں نے الیکشن کمیشن آف پاکستان کو یرغمال بنایا ہوا ہے، صدر پاکستان بھی اس میں involve تھا، انہوں نے کشمیر کے چیف الیکشن کمشنر کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔یہاں پر پرامن الیکشن تھا لاہور کے اندر انہوں نے خود دھاندلی کرنے کی کوشش کی، ہمارے کسی ورکر نے بھی اس میں مداخلت نہیں کی۔ یہ جہاں سے الیکشن ہار رہے تھے وہاں پر انہوں نے ایک سازش کے تحت الیکشن suspend کرایا۔انہیں شرم آنی چاہئے اور انہوں نے پورے آزاد کشمیر کے اندر جس طرح حال کیا ہے، یہ تو جمہوری اداروں کے دشمن ہیں، یہ تو صرف کرپشن کی بھٹیاں چالو رکھ سکتے ہیں، روز نئے نئے سیکنڈل بنا سکتے ہیں۔انہوں نے زیادتی کی ہے انہوں نے جمہوری عمل پر دوبارہ ایک خنجر چلایا ہے۔ جس طرح آزاد کشمیر کے الیکشن کے اندر زیادتیاں ہوئیں ہیں، جس طرح لوگوں کو مارا گیا ہے، وفاقی حکومت کے ملازمین کی اس الیکشن کے اندر ڈیوٹیاں لگائی گئیں، انہیں وہاں پر بھیجا گیا اور انہوں نے counting کے دوران پورے result تبدیل کئے ہیں۔ صدر پاکستان خود اس میں involve ہیں اور

وزیراعظم پاکستان نے اس الیکشن کے اندر خودinvolveہو کر پورے کے پورےresultتبدیل کرائے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! 1971 میں بھی انہوں نے یہی کچھ کیا تھا جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش وجود میں آیا اور 1977 میں بھی انہوں نے ایسی ہی دھاندلی کی تھی۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے معزز ممبران واک آؤٹ ختم
کر کے ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: رانا ارشد صاحب! تشریف رکھیں اور مجھے آنے والوں کو خوش آمدید کہنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ اس مرتبہ ہم ان کی اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے الیکشن کمیشن کو اپنی گود میں رکھ کر یہ بوگس results لئے ہیں۔ ان کی حلیف پارٹی ایم کیو ایم نے ان کے خلاف boycott کیا ہے۔ یہ کیسے لوگ ہیں کہ جن کو ان کے اتحادی بھی چھوڑ گئے ہیں؟ یہ کشمیر کی آزادی کے خلاف ایک سازش ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! انہوں نے آزاد کشمیر کے الیکشن میں غنڈہ گردی کی ہے۔ ہم ان کو مزید غنڈہ گردی نہیں کرنے دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: .Order please, order in the House قادری صاحب! تشریف رکھیں۔ نوید انجم صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں۔ اگر ہم اس ہاؤس میں بات نہیں کر سکتے تو پھر کہاں بات کریں؟ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی اور ہم پر تشدد کیا گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس ہاؤس میں rules کی violation ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ خود ان rules کو پڑھتے ہیں؟ اگر آپ ان کو پڑھتے تو پھر یہاں ہاؤس میں ایسی بات شروع ہی نہ کرتے۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: .Order please, order in the House آپ سب حضرات تشریف رکھیں اور مجھے ہاؤس کی کارروائی ایجنڈا کے مطابق چلانے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ Rule-202 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

202. Rules to be observed while speaking.-

(3) A member while speaking shall not-

(a) discuss any matter which is subjudice;

(b) reflect upon the Governor in his personal capacity:

Provided that nothing in this clause shall preclude any reference, subject to the provisions of the Constitution, to the President or the Governor in relation to any act done by him in his official capacity;

جناب سپیکر! چودھری عبدالغفور یہاں پر صدر صاحب کو discuss کر رہے تھے جو کہ against the Rules of Procedure ہے۔ دوسرا ہمارا ایک code of conduct طے پایا تھا کہ یہاں پر کسی کی leadership پر personal attack نہیں کیا جائے گا لیکن یہاں پر صدر اور وزیراعظم کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ انہوں نے کل اسسٹنٹ الیکشن کمشنر کو بھی اس پولنگ سٹیشن میں داخل نہیں ہونے دیا۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! ایسے نہیں، آپ اس حوالے سے کوئی چیز لکھ کر جمع کرائیں تو پھر اس پر بات ہو سکتی ہے۔ جی، چودھری ظہیر الدین خان صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! ہمارے پیپلز پارٹی کے معزز ساتھی walkout پر گئے تھے اور میں استدعا کر کے ان کو ہاؤس میں واپس لے کر آیا ہوں۔ ہمارے اپوزیشن کے ساتھی اپنے grievances forward کرنے کے بعد walkout پر گئے تھے۔ ان کے grievances آپ کے پاس آ گئے ہیں اور وزیر قانون صاحب نے بھی سن لئے ہیں۔ ان کا token walkout بالکل جمہوری تقاضوں کے مطابق تھا۔ اپنی بات کرنے کے لئے وہ جمہوری تقاضوں کے مطابق باہر گئے تھے۔ یہی منتخب شدہ اور مہذب لوگوں کا طریق کار ہے۔ انہوں نے کوئی line cross نہیں کی بلکہ اپنے grievances forward کئے اور اس کے بعد انہوں نے اپنا displeasure show کرنے کے لئے ایک قانونی،

آئینی اور روایتی طریق کار اختیار کیا ہے۔ میں نے ان سے request کی ہے اور وہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اب میری یہ استدعا ہے کہ ان چیزوں کو نہ دہرایا جائے اور ضمنی بجٹ پر بحث شروع کرائی جائے کیونکہ ہمارے بہت سارے ساتھیوں نے باتیں کرنی ہیں۔ اگر کسی کا دل دُکھتا ہے یا کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہوتی ہے تو یہ ایوان اسی لئے ہے کہ یہاں پر بات کی جائے۔ بہرحال تمام process complete ہو گیا ہے انہوں نے اپنے grievances forward کر دیئے ہیں اور token walkout بھی کر لیا ہے اس لئے اب آپ ایجنڈا کے مطابق کارروائی آگے چلائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے ایجنڈا کے مطابق چلنے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ ہمیں بات کرنے کا موقع ہی نہیں دے رہے۔ کیا یہ مسلم لیگ (ن) کی اسمبلی ہے، ہم یہاں کیوں بات نہیں کر سکتے ؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! ہمیں اخلاقیات کا درس دینے والوں کا کل پولنگ سٹیشن میں اخلاق صاف نظر آیا ہے۔ انہی کی ایک معزز ممبر ہمیں یہاں ہاؤس میں کھڑی ہو کر اخلاقیات کا درس دیتی رہتی ہیں اور کل جب وہ اپنے ساتھ ووٹرز کو لے کر آئیں تو ان میں سے کئی ووٹر جعلی تھے جنہیں میں نے اپنے ان ہاتھوں سے پکڑا ہے۔ وہاں پر جعلی فہرستیں تیار کی گئیں۔ وہاں پر ایسے لوگوں کو ووٹ دینے کا حق دیا جا رہا تھا کہ جن کا کشمیر سے کوئی تعلق نہیں۔ جب ہم انہیں آئینہ دکھاتے ہیں تو یہ چیخیں مارنا شروع کر دیتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ ان کو تو تقریر کرنے کا موقع دے رہے ہیں جبکہ ہمیں بات نہیں کرنے دیتے۔ کیا یہ مسلم لیگ (ن) کی اسمبلی ہے ؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے 1970 کے نتائج سے کچھ سبق حاصل نہیں کیا۔ پرویز مشرف کشمیر کاز کو پہلے ہی بہت زیادہ نقصان پہنچا چکا تھا باقی کسر انہوں نے نکال دی ہے۔ پوری دنیا نے پیپلز پارٹی کی اس دھاندلی کو کھلے عام دیکھا ہے۔ منظور وٹو جو کہ کرپشن اور دھاندلی کا بادشاہ ہے اسے وہاں پر لگا کر دھاندلی کرائی گئی اور کشمیر کاز کو ایک مرتبہ پھر نقصان پہنچایا گیا ہے۔ ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے تاریخ سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، اب تشریف رکھیں۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ! آپ بھی تشریف رکھیں۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب! آپ کی تحریک استحقاق نمبر 54 ہے۔ رانا صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ نے اس طرف سے تو ہر آدمی کو بات کرنے کا موقع دیا ہے جبکہ ہمیں بات کرنے کا موقع نہیں دے رہے۔ حزب اقتدار کی طرف سے تین تقریریں ہوئی ہیں تو ہمیں کیوں بات نہیں کرنے دی جا رہی؟

جناب سپیکر: کیا بات ہے؟ آپ مجھے ایجنڈا کے مطابق نہیں چلنے دینا چاہتے؟ وہی بات کرنی چاہئے جو سب کو اچھی لگتی ہو۔ میرے متعلق آپ جو غلط الفاظ استعمال کر رہی ہیں ان کو واپس لیں۔ آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون صاحب! (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: Order please, order in the House. شاہ صاحب! آپ اپنی بات کا جواب لینا چاہتے ہیں یا نہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کیا ہم اس اسمبلی کے ممبر نہیں ہیں، آپ ہمیں بات کرنے کا موقع کیوں نہیں دے رہے؟

جناب سپیکر: بی بی! آپ کیا کرتی ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ حضرت! آپ تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ مہربانی کریں۔ جی، فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اس میں دکھ اور افسوس اس لئے شامل ہوا ہے کہ ہمیں آپ سے ہمیشہ انصاف کی توقع رہی ہے۔ ہماری خواہش بھی یہی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ برابری کا سلوک کریں اور آپ کرتے بھی رہے ہیں لیکن جس طرح آج پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبران کی آواز کو دبایا جا رہا ہے وہ قابل افسوس اور قابل مذمت ہے۔ ہم اگر اس ایوان میں بات نہیں کر سکتے تو پھر ہم کس کے پاس جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ ایوان میں وہ بات کریں جو کرنے والی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کل لاہور کے اندر جو واقعات ہوئے ہیں کیا اس ایوان کے اندر ان واقعات پر بات کرنا جرم ہے؟ ہمارے کارکنان پر کل جس طرح تشدد کیا گیا، وہاں مسلم لیگ "ن" کے مرد

وخواتین ڈیوٹی دیتے رہے۔ گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول دہلی گیٹ لاہور میں کرائے پر بٹھائی ہوئی عورتوں سے ہم نے یہ مہریں چھینی ہیں، وہاں بیلٹ پیپرز پر مہریں لگا کر ڈبوں میں ووٹ ڈالے گئے ہیں، وہاں آٹھ ووٹ ڈالے گئے اور ڈیڑھ سو ووٹ ڈبے میں سے نکلے۔ اگر کل ہمارے کارکنان نے الیکشن میں دھاندلی روکنے کی کوشش کی تو ان کارکنان کو مارا گیا۔ ہماری جتنی leadership وہاں موجود تھی تو وہاں باقاعدہ کرائے کے غنڈے بھیج کر ان کو مارا گیا۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ محترمہ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 54 پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، رانا صاحب!

ایس ایچ او تھانہ منڈی فیض آباد کا معزز ممبر کے ساتھ تضحیک آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جو جواب موصول ہوا ہے اس میں کچھ معاملات ایسے ہیں جو انکوائری طلب ہیں اس لئے آپ اس تحریک استحقاق کو pending فرما دیں تاکہ ان معاملات پر انکوائری کرا کر صحیح صورتحال ایوان کے سامنے رکھی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں counter allegation ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اچھی طرح سے carefully enquire کرایا جائے پھر ہی اسے ایوان کی کارروائی کا حصہ بنایا جائے۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ سیاسی رنگ کی بات ہے اور نہ ہی پارٹی کا issue ہے۔ یہ اس ایوان کے ایک ممبر کی طرف سے appeal ہے جو اس نے اپنے حلقہ میں violation دیکھی ہے اور اس نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ ایک سرکاری ملازم کو اپنے ذاتی لالچ اور بددیانتی کی وجہ سے یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ بدمعاشی کرے۔ یہ ایک proper forum ہے جہاں میں نے جائز طریقے سے appeal کی ہے۔ اگر میرے محترم بھائی رانا ثناء اللہ صاحب اس بات کو سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ انکوائری طلب ہے تو پھر اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہئے تاکہ وہاں پر جائز اور ناجائز کی تحقیق ہو سکے یہی انصاف کا تقاضا بھی ہے۔

جناب سپیکر! میری دوسری درخواست یہ ہے کہ یہ میرا ذاتی issue ہے اور نہ ہی اس سرکاری ملازم کے ساتھ کوئی ذاتی رنجش ہے۔ میں جس حلقہ کا نمائندہ ہوں وہاں کوئی واقعہ ہو تو پھر میرا

یہ فرض ہے کہ میں وہ معاملہ ایوان کے سامنے رکھوں۔ اس کے علاوہ جو سرکاری ملازم اس ایوان کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ انتہائی ظلم اور افسوس کی بات ہے۔ میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اگر اس میں جھوٹ یا سچ کی کوئی بات ہے تو کمیٹی انصاف کے مطابق فیصلہ کر کے رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر میری حق تلفی ہوگی تو یہ میری نہیں بلکہ میرے حلقہ کے عوام کی حق تلفی ہوگی۔ میں اس سلسلہ میں کسی قیمت پر بھی compromise کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اگر میں یہاں آکر اپنے حلقہ کا حق بھی نہیں مانگ سکتا تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہاں بیٹھنے کا جواز ہی نہیں رہتا۔ اگر مجھے اس حوالے سے بائیکاٹ تک بھی جانا پڑا تو میں ضرور جاؤں گا۔ میری درخواست ہے کہ میری تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں چاہتا تھا کہ یہاں بغیر confirmation بات نہ کی جائے۔ اس میں یہ ہے کہ ملزم افضال مقدمہ نمبر 212 مورخہ 18-06-2011 بجرم 9C نارکوٹکس ایکٹ تھانہ فیض آباد رجسٹرڈ ہوا۔ ملزم مذکور سے ایک ہزار 50 گرام چرس برآمد ہوئی اور ملزم آصف مقدمہ نمبر 214 مورخہ 09-06-2011 بجرم 9C نارکوٹکس ایکٹ تھانہ فیض آباد رجسٹرڈ ہوا ملزم مذکور سے ایک ہزار 20 گرام چرس برآمد ہوئی۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ملزم گرفتار ہو کر حوالات میں بند تھا۔ ملزم افضال کے خلاف سابقا چار مقدمات منشیات اور ملزم آصف کے خلاف سابقا آٹھ مقدمات ڈکیتی، robbery، نقب زنی، چوری، منشیات فروشی اور ناجائز اسلحہ درج ہیں۔ تفصیل سابقا ریکارڈ ہمراہ لف ہے۔ ایم پی اے صاحب نے ملزمان سے علیحدگی میں ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی جو ایس ایچ او نے انہیں کہا کہ ملزمان کے خلاف سنگین مقدمات منشیات درج ہیں بہتر ہوگا کہ ملاقات حوالات میں بند ملزمان سے کر لیں۔

جناب سپیکر! اب اس میں معاملہ یہ ہے کہ کسی بھی معزز ممبر کو تھانے میں ایسے ملزمان کے ساتھ علیحدگی میں ملاقات کرنے کا قطعی طور پر کوئی استحقاق نہیں ہے جن کے خلاف اس قسم کے سنگین الزامات اور منشیات کے مقدمات ہوں۔ اگر اس ایس ایچ او نے جواب میں غلط بات لکھی ہے تو میں سمجھتا

ہوں کہ اس کے خلاف سخت ترین کارروائی ہونی چاہئے کہ اس نے اس معزز ایوان میں جواب غلط لکھ کر بھیجا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو کہ معزز ممبر تھانے میں تشریف لے گئے تھے اور وہاں پر انہوں نے ملاقات کرنے پر اصرار کیا جب ان کی بات کو تسلیم نہ کیا گیا تو اس کے بعد ان کو رنج ہوا اور انہوں نے یہ تحریک استحقاق دی۔ یہ ایک ایسا fact ہے کہ ہمیں اس بات کا بھی ادراک اور لحاظ کرنا ہوگا کہ اگر اس طرح سے ان ملزمان کے پیچھے معزز ممبران کی طرف سے تحاریک استحقاق پیش ہوں اور ان معاملات کو اس انداز میں آگے لایا جائے تو اس کی وجہ سے امن وامان کی صورتحال کے حوالے سے اور منشیات کا دھندہ کرنے والوں کے حوالے سے بھی بڑا irreparable نقصان ہوگا۔ میں یہ چاہتا تھا اور اب بھی چاہتا ہوں کہ اس fact کو میں اپنے چیمبر میں verify کر لوں اگر اس نے غلط لکھ کر بھیجا ہے اور معزز ممبر تھانے میں گئے ہی نہیں، انہوں نے ملزمان سے ملاقات کرنے کی بات کی ہی نہیں اور اس نے غلط لکھ کر بھیج دیا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کی سزا اس سے زیادہ ہے۔ اگر یہ گئے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس عمل کو کسی قیمت پر support نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ابرار حسین شاہ: جناب والا! میں سب سے پہلے یہ عرض کرتا ہوں کہ جب کوئی مقدمہ درج ہو جانے کے بعد عدالتوں سے فیصلہ نہیں ہوتا کہ یہ واقعی سچا ہے یا جھوٹا ہے اس وقت تک وہ ملزم ہوتا ہے مجرم نہیں ہوتا۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ میرا اس بات سے تعلق نہیں ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایک بندہ جس کا بیٹا اشتہاری تھا اس کو چھڑانے کے لئے میں نے ایس ایچ او سے درخواست کی، میرے جانے کے دو گھنٹے بعد اس بندے کو گھر سے لا کر دوبارہ تشدد کر کے بند کر دیا۔ آپ میری تحریک استحقاق پڑھ لیں، مجھ پر تشدد نہیں کیا لیکن وہ بندہ بھی تو پنجاب کے عوام میں سے ایک فرد ہے جس کا عزت و شرافت کے ساتھ رہنا اس کا حق ہے۔ اگر میں نے کوئی جرم کیا ہے تو میں اس کی معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ نے کیوں معذرت کرنی ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ایس ایچ او سچ بولتا ہے اور معزز ممبر جھوٹ بولتا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میرے لئے معزز ممبر قابل احترام ہیں۔ وزیر قانون نے جو رپورٹ پڑھی ہے وہ آپ نے سنی ہے۔ آپ کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں ان کو اپنے چیمبر میں بلا لیتا ہوں اور شاہ صاحب کو بھی بلا لیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس طرح سے اگر تحاریک استحقاق bulldoze ہوں گی تو تحریک استحقاق اور اس معزز ایوان کا کیا استحقاق رہے گا۔ میں ان سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ جواب محکمہ کی طرف سے آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی تحریک استحقاق کو bulldoze کرنا اس concept کے خلاف ہے۔ اس تحریک کے حوالے سے جو جواب محکمہ کی طرف سے آیا ہے میں اس جواب کو صحیح تسلیم کر رہا ہوں اور نہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ معزز ممبر غلط بات کر رہے ہیں۔ میں تو صرف وقت مانگ رہا ہوں کہ جو جواب مجھے موصول ہوا ہے میں اس کو verify کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی حقیقت ہے۔ اگر اس میں حقیقت نہیں ہو گی تو جس آدمی نے غلط جواب بھیجا ہے اس کو سزا ملے گی اور اگر verification میں وہ بات صحیح ثابت ہوئی تو میں اس تحریک استحقاق کو بالکل on the floor of the House oppose کروں گا۔ میں نے تو ان سے وقت مانگا ہے کہ آپ مجھے وقت دیں تاکہ میں اس جواب کو verify کر سکوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ وقت کیوں نہیں دیتے کہ کل ان کو یہاں بلا کر معلوم کر لیں۔ اس طرح مجھے بھی پتا چل جائے گا اور اس House کو بھی پتا چل جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ فیصلہ کمیٹی کرے گی کہ کون غلط ہے اور کون صحیح ہے۔ رانا صاحب پانچ سال یہیں کھڑے ہو کر یہی بات کہتے رہے ہیں کہ کمیٹی کا احترام کریں جو بات کمیٹی کے پاس چلی جائے اس کا فیصلہ کمیٹی کرے۔ یہ پورے پانچ سال میرے کندھے کے ساتھ کھڑے ہو کر یہی بات کرتے رہے ہیں۔ یہ ایک ایس ایچ او کی بات پر اعتماد کرتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجنے سے کون سی قیامت آ جانی ہے؟

جناب سپیکر: وہ oppose نہیں کر رہے۔ یہاں pressure سے بات نہیں چلے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس تحریک استحقاق کا فیصلہ میں خود کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معزز ایوان اس بات کا شاہد ہے کہ ایک معزز ممبر کے صرف یہ کہنے پر کہ میں نے فلاں آفیسر یہاں تک کہ سیکرٹری level کے آفیسر کو فون کیا

اور انہوں نے میرا فون سننے سے انکار کیا۔ میں نے ہمیشہ تحاریک استحقاق کو oppose نہیں کیا بلکہ accept کیا ہے لیکن یہاں پر بین الاضلاعی منشیات فروش گروہ کا معاملہ ہے۔ اس معاملہ میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات کو verify کرنا چاہئے۔ اگر تو معزز ممبر تھانے میں گئے ہیں اور ان منشیات فروشوں کے گروہ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اگر یہ گئے ہی نہیں اور یہ جواب غلط ہے تو بالکل اس آدمی کو سزا دی جائے گی کہ اس نے غلط جواب House میں کیوں بھیجا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا فیصلہ وزیر قانون نے کرنا ہے یا استحقاق کمیٹی نے کرنا ہے؟ ان کو چاہئے کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو ہم اس کا احترام کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک in order ہے یا نہیں، میں نے اس کو argue کرنا ہے اور House نے فیصلہ کرنا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو آپ House سے فیصلہ لے لیں۔ اگر آپ نے منشیات فروشوں کو اس طرح سے تحفظ دینا ہے اور بعد میں یہ رونا بھی رونا ہے کہ امن و امان کی صورتحال بہتر نہیں ہے تو پھر اس طرح سے کام نہیں چلے گا۔ اگر انہیں غلط فہمی ہے تو House سے فیصلہ لے لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کیا آپ کو معلوم ہے کہ استحقاق کمیٹی کے پاس معاملہ کیسے جاتا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! House میں دو رائے آئی ہیں۔ ایک معزز ممبر یہ کہہ رہے ہیں کہ جرائم پیشہ افراد کے ساتھ ملاقات کی جو بات ایس ایچ او کہہ رہا ہے وہ وجہ تنازع نہ ہے۔ House میں ایک اور بات آئی ہے کہ وزیر قانون کہہ رہے ہیں کہ معزز ممبر جب تھانے میں گیا تو نام نہاد جرائم پیشہ بین الاضلاعی گروہ کے افراد کے ساتھ معزز ممبر نے ملاقات کا مطالبہ کیا، یہ باتیں ایس ایچ او نے کی ہیں جو وزیر قانون کے پاس آگئی ہیں۔ اس کے مقابلے میں ایک معزز ممبر یہ کہہ رہا ہے کہ جو رپورٹ ایس ایچ او نے بھیجی ہے میں ان افراد سے ملاقات کرنے کے لئے نہیں گیا اور میرا دیگر معاملہ ہے۔ آپ نے اس پر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ایک ایس ایچ او کی بات مان لی جائے یا معزز ممبر کی بات مان لی جائے۔ آپ اس پر فیصلہ کریں اور استحقاق کمیٹی ریسرچ کے بعد فیصلہ کرے۔ آپ کے پاس دو افراد ہیں اب آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ کس ادارے کو عزت دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے میرا فرض نہ بتائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ بات عرض کروں گا کہ I am also a member of this very honourable House. تھانہ فیض آباد میرا مقامی تھانہ ہے اور میرا گھر بھی تھانہ فیض آباد کی حدود میں واقع ہے۔ جن لوگوں کے خلاف منشیات کا مقدمہ درج ہوا ہے میں اُن لوگوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں اور وہ ریکارڈ یافتہ لوگ ہیں۔ معزز ممبر نے بالکل غلط الزام لگایا ہے جس پر میں آپ کو ایک suggestion دوں گا جسے آپ recommend فرمائیں گے اور میرے معزز بھائی بھی اس کو verify کریں گے۔ آپ کل یا پرسوں کے لئے گوندل صاحب اور نولاٹیا صاحب کی موجودگی میں ڈی پی او ننکانہ اور ایس ایچ او فیض آباد کو بلوالیں، اگر میرے معزز ممبر ابرار شاہ صاحب کا الزام درست ثابت ہو جائے تو میں گزارش کروں گا کہ اُس ایس ایچ او اور ڈی پی او کے خلاف فوری طور پر کارروائی ہونی چاہئے لیکن اگر یہ الزام کل سرِ محفل غلط ثابت ہو جائے تو پھر میرے معزز ممبر ہی بتادیں کہ اِن کا کیا فیصلہ ہو گا؟ بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! فیصلہ صرف اتنا ہے کہ دو رائے سامنے آ گئی ہیں۔ کس رائے کو آپ نے تسلیم کرنا ہے اس بات کا فیصلہ استحقاق کمیٹی کرے گی؟

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! رانا صاحب نے یہ کہا ہے کہ اگر انہوں نے جا کر ملاقات کا مطالبہ کیا ہے تو پھر یہ اِس بات سے لیت و لعل کیوں کر رہے ہیں؟ صرف یہ بتائیں کہ میں ملاقات کے لئے نہیں گیا تو پھر بات بنتی ہے لیکن جب یہ اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے تو پھر ان کا الزام کیسے بنتا ہے؟

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! جن کا وہ ذکر کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کی ملاقات کے لئے نہیں گیا بلکہ میں نے کسی اور کے بارے میں بات کی ہے۔ میں اِس تحریک استحقاق کو کل تک کے لئے اپنے طور پر pending کرتا ہوں اور کل میں خود اس کا فیصلہ کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:اگلی تحریک استحقاق نمبر56/11 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔

ایس ایچ او تھانہ ستوکتلہ لاہور کا اپوزیشن کی ممبر ہونے کے ناتے معزز خاتون ممبر سے نامناسب روّیہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 22/6/2011 کو میرے علاقے کے چند معززین میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم کل مورخہ 21۔جون 2011 کو تھانہ ستوکتلہ ایک درخواست جمع کروانے گئے تھے۔ محرر تھانہ ستوکتلہ نے ہم سے درخواست لے لی اور اس کی رسید وصولی دینے سے انکاری ہے جبکہ موصوف نے ہم سے ڈیڑھ ہزار روپے بھی لے لئے ہیں۔ آپ ہمیں رسید وصولی دلوا دیں۔ اُس پر میں نے مورخہ 22/6/2011 کو ایس ایچ او مبین بٹ تھانہ ستوکتلہ کو فون کیا اور ان کو درخواست کی رسید وصولی کے حوالے سے بات کی جس پر موصوف ایس ایچ او نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کون سی جماعت کی ایم پی اے ہیں۔ جب میں نے بتایا کہ میرا تعلق پاکستان مسلم لیگ سے ہے تو اس پر موصوف ایس ایچ او اچانک کرخت لہجہ میں بولے کہ میڈم آپ کا تعلق اپوزیشن کی پارٹی سے ہے اس لئے میں اس بات کا پابند نہیں ہوں کہ آپ کے کہنے پر ان لوگوں کو رسید وصولی لے کر دے دوں۔ ہم اپنی مرضی کریں گے۔ ہم نے آپ جیسے کئی ایم پی اے دیکھے ہوئے ہیں۔اس کے ساتھ ہی موصوف ایس ایچ او نے فون بند کر دیا۔ بعد میں، میں نے متعدد مرتبہ فون کیا لیکن موصوف ایس ایچ او نے میرا فون attend ہی نہیں کیا۔ میں اس معزز ایوان کی ممبر ہوں اس لئے لوگوں کے مسائل کے حل کے لئے تھانہ اور دفاتر بات کرنا پڑتی ہے۔اگر ایک سرکاری آفیسر وہ بھی خاتون ممبر اسمبلی کے ساتھ misbehave کریں تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ موصوف ایس ایچ او کے اس روّیہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا آپ اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگلے ہفتے اجلاس نہیں ہوگا۔ آپ اس تحریک استحقاق کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرمادیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، کوئی بات نہیں۔ آپ فکر نہ کریں اس کا جواب آجائے گا۔ اب ہم ضمنی بجٹ بابت سال 2010-11 پر عام بحث دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ آخر میں وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گے۔ معزز ممبران کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اِس وقت 17 معزز ممبران نے تقریر کے لئے اپنے نام درج کروائے ہیں۔ مناسب یہ خیال کیا گیا ہے کہ اِن معزز ممبران کو تقریر کرنے کا موقع دیا جائے لیکن میں اُن سے یہ گزارش کروں گا کہ جو پہلے تقریر کر چکے ہیں وہ دوسرے ساتھیوں کو موقع فراہم کریں۔ پانچ منٹ سے زیادہ کوئی صاحب نہ بولے کیونکہ منسٹر صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔ اگلا دن voting کے لئے مختص ہے۔ آج کی پہلی مقرر محترمہ سیمل کامران صاحبہ ہیں۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! ضمنی بجٹ بنیادی طور پر financial management کا شاہکار ہوتا ہے although ایسا نہیں ہوتا کیونکہ آپ اپنے جو بھی estimates دیتے ہیں اُس کے اندر آپ 100 فیصد نہیں رہ سکتے لیکن good governance اور اچھی management یہی ہوتی ہے کہ آپ اپنے estimates کے اندر رہ کر بجٹ کو utilize کریں۔ بعد میں جو after thoughts ضمنی بجٹ کی صورت میں آتی ہیں کہ 33۔ارب روپے کی blocked allocation ہوتی ہے آپ اور ہم سب کو پتا ہے کہ blocked allocation جو اربوں روپے کی ہوتی ہے یہ احکامات شاہی بجالانے اور پیسوں کو کھڈے لائن لگانے کے لئے سب سے آسان اور سستا طریقہ ہے اور اسی کا نام blocked allocation ہے۔ 87۔ارب روپے کا یہ ضمنی بجٹ ہے۔ یہ after thoughts کیوں آتی ہیں، کیا اِن کو پہلے نہیں پتا تھا جو انہوں نے اتنے اتنے estimates کو

اور کتابیں کالی کی ہوئی ہیں جن کے حوالے سے میں کچھ چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کروں revise گی۔ یہ کہتے ہیں کہ لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ 51.87 سے revise کر کے 63.47 ملین روپے کر دیا جبکہ آج تک اس معزز ہاؤس میں کیا کمال legislation ہوئی ہے، مجھے بھی کچھ پتا چلنا چاہئے؟ یہاں پر چھوٹی چھوٹی سڑکوں کے لئے اتھارٹیاں بن رہی ہیں جیسے موٹروے بھی انہوں نے ہی بنایا لیکن موٹروے میں M-1, M-2 اور M-3 کے لئے موٹروے اتھارٹی نہیں بنائی۔ یہاں پر آشیانہ اتھارٹی بنتی ہے، لوٹا اتھارٹی بنتی ہے اور سستی روٹی اور تنوروں کی اتھارٹی بنتی ہے۔ اِن کے اِن شاہکاروں پر حیرت ہے جن پر یہ اس صوبے کا بے دریغ خزانہ لُٹا رہے ہیں۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے سادگی کو اپنایا اور اس حوالے سے اسی ہاؤس میں بڑی بڑی ڈینگیں ماری گئی ہیں۔ میں آپ کے سامنے اِن کی سادگی کے حوالے سے تھوڑا سا ذکر کرنا چاہوں گی کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 266.41 ملین روپے سے بڑھا کر 324.647 ملین روپے کر دیا، اتنے ملین روپے بڑھانا کیا سادگی ہے، مجھے ایسی سادگی پر حیرت ہے؟ منسٹر سیکرٹریٹ کے لئے 140.17 ملین روپے سے بڑھا کر 153.97 ملین روپے کر دیا مگر پھر بھی یہ یہاں پر ہر روز دہائیاں دیتے ہیں کہ ہم پیسے بچا کر صوبے کا بھلا کر رہے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے لئے 110.733 ملین روپے سے بڑھا کر 142.75 ملین روپے کر دیا۔ آپ اور اس ایوان کے دَر و دیوار اس بات کے شاہد ہیں کہ میں نے دو سال پہلے اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر کہا تھا کہ یہ so-called جمہوری حکومت لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کبھی نہیں کروائے گی اور COD کے signatories ہونے کے باوجود انہوں نے اداروں پر شبِ خون مارا ہے۔ یہ جماعت جب سے معرضِ وجود میں آئی ہے یہ اداروں کے مابین تصادم کروا رہے ہیں اور یہ مسلم لیگ کو توڑ کر ہی (ن) لیگ وجود میں آئی۔ انہوں نے آزاد کشمیر میں بھی اپنی جماعت مسلم کانفرنس کو توڑا اور ٹکڑے کئے مگر آج یہ کہتے ہیں کہ دوسری جماعتیں جمہوریت کی دشمن ہیں۔ انہوں نے اس صوبہ کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا یہ سب کچھ ضمنی بجٹ میں لکھا ہوا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بالکل لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ relevant ہو جائیں کیونکہ آپ کا ٹائم گزر رہا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ ایک institution ہے اور اسی ہاؤس میں یہ بات already ہو چکی ہے کہ یہ جماعت لوکل گورنمنٹ کے الیکشن نہیں کروائے گی۔ جب لوکل گورنمنٹ

functional نہیں ہے تو پھر یہ اتنے million rupees کہاں گئے اور کس کی خدمت میں پیش ہوئے، یہ جاننا میرا حق ہے؟

جناب سپیکر: جی، پوچھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کو good governance کی چھوٹی سی مثال دینا چاہوں گی کہ Prevention of Wildlife and Controlling of Hunting (Miscellaneous Department) کا بجٹ 268.45 سے بڑھا کر 359.59 ملین روپے کر دیا گیا۔ میں منسٹر صاحب کی wind up speech میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس محکمہ میں کون سے نئے جنگلات لگائے گئے یا ایسے کیا اقدامات کئے ہیں کہ اِس میں prevention ہو کیونکہ انہوں نے existing جنگلات کا بھی بیڑا غرق کر دیا ہے اور اُن کا کوئی پر سانِ حال نہیں ہے؟ آپ نے سستی روٹی پروگرام، پبلک ٹرانسپورٹ پر سبسڈی اور رمضان پیکج کا حشر بھی دیکھا ہے۔ اب تنوری سیاستیں ختم کر کے پیلی ٹیکسی سکیم آ گئی ہے لیکن عام آدمی کو کوئی relief نہیں ملا۔ Religious and Other Charitable Institutions یعنی زکوٰۃ جس میں اس کا ذکر ہے اور آپ بھی شاہد ہیں کہ ہم تین سال سے رونا رو رہے ہیں کہ اس صوبہ میں غریبوں کو زکوٰۃ نہیں دی جا رہی۔ غریب علاج کے ہاتھوں، تعلیم حاصل کرنے کے ہاتھوں اور زندہ رہنے کے ہاتھوں دربدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ سفید پوش طبقہ اب ان کی جانوں کو روتا ہے کہ انہوں نے اُن کو کہاں سے کہاں فاقوں تک مبتلا کر دیا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے 104.30 ملین روپے سے پورا ایک ملین بڑھا کر 105 ملین روپے کر دیا ہے۔ بتایا جائے کہ یہ زکوٰۃ کس کو دی گئی اور کون سے کوآرڈینیٹروں کے پیٹوں میں ڈالی گئی، مجھے اس کی بھی وضاحت ضرور دیں؟

جناب سپیکر: پلیز اب wind up کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ابھی تک پانچ منٹ نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ پلیز wind up کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں good governance کی مثال دوں گی کہ یہ صحت کے واویلے مچاتے ہیں لیکن انہوں نے 954 سے cut کر کے 883 ملین روپے کا بجٹ کر دیا ہے، یہ کون سی good governance ہے؟

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کریں۔ محترمہ شازیہ اشفاق مٹو صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دیا جائے میں کچھ اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ! میں نے floor انہیں دے دیا ہے اور وہی آپ کو وقت دے سکتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریر پڑھنا چاہتی ہوں جو کہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ مجھے بھجوادیں میں اسے پڑھ لوں گا۔ جی، شازیہ اشفاق مٹو صاحبہ!

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کی مایہ ناز ٹیم کو غریب دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں۔ جب سے ہماری حکومت نے اقتدار سنبھالا تو ہمیں قدم قدم پر مشکلات اور مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ کہیں پر مالی مشکلات اور کہیں پر قدرتی آفات، کہیں پر دہشت گردی کا سامنا اور کہیں پر بین الاقوامی سازشیں تھیں۔ میں وزیراعلیٰ کی ہمت اور vision کی داد دیتی ہوں کہ انہوں نے نہ صرف بڑے احسن طریقے سے تمام مسائل پر قابو پانے کی کوشش کی بلکہ خادم اعلیٰ پنجاب ہونے کا بھی ثبوت دیا جس پر میں ان کی نذر ایک شعر کرنا چاہتی ہوں کہ:

لہو سے اپنے جو آرائش بہار کرے
اس کو حق ہے چمن میں رہنے کا

جناب سپیکر! تمام دُنیا اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ سیلاب کی تباہ کاریوں میں کس طرح وزیراعلیٰ نے ریلیف، ریسکیو rehabilitation کے کام کی خود نگرانی کی اور قدم قدم پر اپنی عوام کے ساتھ رہے جبکہ پوری دُنیا جانتی ہے کہ دوسری طرف ہمارے صدر مملکت اس وقت کہاں تھے۔ میرا انہیں خیال کہ خادم اعلیٰ ہونے کے لئے اس سے بڑی اور کوئی گواہی ہم دے سکتے ہیں۔ دُنیا نے نہ صرف صوبہ پنجاب کو دل کھول کر عطیات دیئے بلکہ دیگر صوبوں میں بھی وزیراعلیٰ اور ان کی ٹیم عطیات لے کر پہنچی اور پنجاب نے بلاشبہ اپنے بڑے بھائی ہونے کا ثبوت پیش کیا۔

جناب سپیکر! جب یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی حکومت پر کوئی اعتماد نہیں کرتا تو میں یہاں کہنا چاہوں گی کہ وزیراعلیٰ شہباز شریف کی ایک پکار پر ایک ارب اور 55 کروڑ روپے کے عطیات سیلاب زدگان کے لئے جمع ہوئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں کہنا چاہوں گی کہ این ایف سی ایوارڈ میں پنجاب نے دل کھول کر باقی صوبوں میں مکمل ہم آہنگی اور vision کا ثبوت پیش کیا اسی طرح سیلاب کی تباہ کاریوں میں بھی ہم لوگوں نے اعلیٰ مثال قائم کی اور نہ صرف وزیر اعلیٰ کی کوششوں کو تمام دنیا نے سراہا بلکہ دوسروں کے لئے انہیں قابل تقلید نمونہ قرار دیا۔ اسی وجہ سے دوسرے صوبوں نے کہا کاش ان کے پاس بھی ایک ایسا درد مند دل رکھنے والا وزیر اعلیٰ ہوتا۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ سکیم پر بہت بات کی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کے کھوکھلے نعروں کے علاوہ کچھ نہیں ملا جو کہ اب کفن اور قبرستان میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ ہماری حکومت اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا یہ مشن اور خواب ہے کہ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کے لئے چھت فراہم کی جائے اور وقت ثابت کرے گا کہ یہ خواب انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب حکومت پورا کرے گی۔ اس کی شفافیت قابل مثال اور قابل تقلید ہو گی اور ہم اس وقت تک وزیر اعلیٰ محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم ہونے کے ناتے چین کا سانس نہیں لیں گے جب تک ان کے ان منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچائیں اور عوام کو ان کا حق ان کی دہلیز پر فراہم نہ کریں۔

جناب سپیکر! آج کل دانش سکولوں پر بہت بحث کی جا رہی ہے اور اس سکیم کو تنقید برائے تنقید کا سامنا ہے لیکن ہم صرف دانش سکول کی بات ہی نہیں کرتے بلکہ سکولوں میں missing facility پر بھی ایک خطیر رقم مختص کی گئی کیونکہ دانش سکول ایک خواب ہے ان غریب بچوں کے لئے جو کہ اشرافیہ کے بچوں کی طرح اعلیٰ عہدوں تک پہنچنے کا پورا حق رکھتے ہیں۔ آخر میں، میں اپوزیشن بنچ پر بیٹھے ہوئے ساتھیوں کے لئے ایک شعر عرض کرتی ہوں کہ:

سنا ہے مل کے چلنے سے مقدر جاگ جاتے ہیں
اگر یہ سچ ہے تو آؤ چلو اک ساتھ چلتے ہیں

بہت شکریہ۔ پاکستان زندہ باد

(نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سمجھ چکا ہوں اور آج میں نے لاء منسٹر صاحب سے کہا ہے، آج ہم کچھ دوستوں کو بٹھائیں گے جو انشاء اللہ تعالیٰ کل House کو بتائیں گے۔ رائے محمد اسلم خان صاحب!

رائے محمد اسلم خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! first of all میں جناب کامران مائیکل صاحب کو پنجاب کی تاریخ میں اقلیتی وزیر خزانہ کی حیثیت سے قلمدان سنبھالنے، 2011-12 کے بجٹ کی لکھی ہوئی تقریر پڑھنے اور 2010-11 کا ضمنی بجٹ پڑھنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! کسی بھی صوبے یا مملکت کا سالانہ بجٹ حکومت کے vision، اس کی کارکردگی اور اس کی اچھی یا بری پلاننگ کا مظہر ہوتا ہے۔ پنجاب کا موجودہ بجٹ جو وزیر خزانہ صاحب کی سرپرستی کے بغیر تیار ہوا تھا اور نو مولود وزیر خزانہ جن کی بحیثیت وزیر عمر صرف 24 گھنٹے تھی، جنہیں لکھی لکھائی ایک تقریر تھما دی گئی جو کہ بجٹ تقریر کم اور سیاسی جلسہ کی تقریر زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ اس بجٹ کے متعلق جناب وزیر خزانہ سے سوالات کرنا میں سمجھتا ہوں کہ قرین انصاف نہیں ہوگا کیونکہ پورے ایوان کے ممبران کی طرح وزیر خزانہ صاحب کو بھی نہیں معلوم کہ یہ بجٹ P&D، وزارت خزانہ کی ٹیم نے تیار کیا ہے یا ایوان سے باہر بیٹھے عوام کے مسترد کئے ہوئے سیاستدانوں نے ہدایات جاری کی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ دستاویزات کہاں بنیں، کیسے بنیں، کس ایجنڈے کی تکمیل کے لئے بنیں، کیوں بنیں اور اس کی مختلف مدات میں blocked allocation کسی فرد واحد کو وسائل کا مالک بنانا اور اپنے دوستوں کو نوازنا نظر آتا ہے۔ جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے تو Irrigation and Land Reclamation کی مد میں 3۔ارب 46 کروڑ روپے مزید demand کئے گئے ہیں جس میں repair and maintenance کے لئے صرف ایک ارب روپے کے قریب رقم ہے باقی 2۔ارب روپے کہاں خرچ کئے گئے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح پولیس کے لئے زائد رقم demand کی گئی ہے اور communication کے لئے ایک ارب 8 کروڑ روپے مزید demand کئے گئے ہیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ مختلف مدات میں demand کی گئی یہ رقم کہاں سے حاصل کی گئی تھی؟ موجودہ حکومت کی سب سے پہلی ترجیح زراعت، تعلیم اور صحت تھی جس میں زراعت کا بجٹ دیکھیں تو total بجٹ کا، اس بجٹ میں بھی صرف 73 فیصد share رکھا گیا ہے۔ تعلیم میں پچھلے سال کے بجٹ میں جتنی رقم مختص کی گئی تھی وہ خرچ کیوں نہیں ہو سکی؟ اس کے لئے میں خرچ کرنے والی ٹیم کی نااہلی کہوں یا کوئی ایسی ہدایات تھیں کہ تعلیم یا

صحت کے لئے پیسا کم خرچ کرنا ہے اور یہ رقم آرائش و زیبائش کے لئے تبدیل کرنی ہے؟ میں کیا یہ مان جاؤں کہ آج چیف منسٹر پنجاب کے vision کے مطابق 100 فیصد حاضری ہے، 100 فیصد رجسٹریشن ہے، پنجاب کے ہر گاؤں، پنجاب کے ہر شہر اور پنجاب کے ہر باسی کو تعلیم حاصل ہو رہی ہے؟ ابھی تک ایسے حلقے موجود ہیں جہاں چیف منسٹر پنجاب کے directives کے باوجود بھی یہ محکمہ کالج دے سکا ہے اور نہ ہی سکول دے سکا ہے۔ یہی حال محکمہ صحت کا ہے کہ ہیپاٹائٹس سی کی ویکسین کے لئے لوگ مختلف اضلاع میں تڑپ رہے ہیں لیکن اضلاع کو کوٹا کیا دیا جاتا ہے؟ یہ صرف بیس مریضوں یا پچاس مریضوں کے لئے دیا جاتا ہے لیکن دوسری طرف دیکھئے کہ جو بجٹ میں فنڈز مخصوص کئے گئے تھے وہ بھی پورے خرچ نہیں ہو رہے ہیں۔ میں اسے کیا نام دوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کو یہ نام دوں گا کہ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! وسائل کی طرح ٹائم کی تقسیم بھی منصفانہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! ویسے پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے لیکن آپ بہت مختصر بات کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں۔ حال ہی میں اٹھارہویں ترمیم کے تحت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ بہت سارے محکمے وفاق سے صوبوں کو devolve ہونے ہیں۔ ان میں ایک سب ڈیپارٹمنٹ National Commission for Human Development ہے وہ بھی تمام صوبوں کو devolve ہونا تھا۔ اس کے تمام recourses اور تمام liabilities صوبوں کو جانی ہیں۔ اس کے 16 ہزار ملازمین ہیں۔ حکومت سندھ اور حکومت بلوچستان نے یہ حامی بھر لی ہے کہ وہ ان ملازمین کو اپنے ہاں absorb کر لیں گے اور Provincial Human Development Commission قائم کیا جائے گا جبکہ پنجاب کے حصے کے 6 ہزار ملازمین کا مستقبل غیر یقینی ہے۔ میں آپ کے ذریعے سے فنانس منسٹر اور چیف منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس کو human ground پر sympathetically look after کریں اور ان ملازمین کو بھی مناسب طریقے سے پنجاب میں absorb کیا جائے۔ اگر اس کام کو آپ نے Provincial Commission for Human Development میں maintain نہیں کرنا تو کسی دوسرے مناسب محکمے میں ان

ملازمین کو absorb کیا جائے۔ وہ سارے کے سارے پڑھے لکھے اور بہت highly qualified ہیں اور literacy کے لئے وہ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں کسی بھی دوسرے محکمے میں absorb کیا جائے اور روزگار سے محروم نہ کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ دیبا مرزا!

محترمہ دیبا مرزا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں پنجاب حکومت اور وزیراعلیٰ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں وزیر خزانہ صاحب کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ذرا ایک منٹ رُک جائیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! جن وزیر خزانہ کو اپنے مسلک کا نہ پتا ہو ان کو بجٹ کا کیا پتا ہو گا؟ منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ اتوار والے دن گرجا گھر میں کیوں جاتے ہیں؟ اگر ان کو نہیں پتا تو میں بتادوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! ابھی یہ موقع نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ان کو بجٹ کا کیا پتا، جب ان کو یہ پتا نہیں کہ یہ اتوار کو گرجا گھر میں کیوں جاتے ہیں؟ یہ عبادت کے لئے جاتے ہیں، میں کوئی hit نہیں کر رہا ہوں یہ مجھے اتنا بتادیں کہ یہ کیوں جاتے ہیں؟ اگر ان کو نہیں پتا تو میں بتا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آج مجھے آپ بہت شرارتی موڈ میں لگ رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں شرارتی موڈ میں نہیں ہوں بلکہ میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں کہ ہم بجٹ پر کیا تقریر کریں، ان کو اپنے مسلک کا ہی پتا نہیں ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں کہ یہ اتوار کو کیوں جاتے ہیں۔ اگر ان کو علم ہے تو وہ بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم بجٹ پر ہی رہیں تو ٹھیک ہے، ہم اکیلے بیٹھ کر یہ بات کر لیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں قرآن کے حوالے سے بتا رہا ہوں اور یہ اچھی بات ہے۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ان کو یہ پتا نہیں ہے تو بجٹ کا پتا کیا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں، مہربانی۔

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آج بجٹ پر اختتامی بحث ہو رہی ہے اور میں اپنی wind up speech بھی کروں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہتر یہ ہوتا کہ شاہ صاحب بجٹ پر بات کرتے، اس طرح کسی کے مذہب اور مسلک کے حوالے سے انہیں کسی پر personal attack نہیں کرنا چاہئے۔ یہ خود پیر کہلاتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ ان کو ایسی بات کرنا زیب دیتی ہے۔ ہر انسان اپنے تقویٰ پر، اپنے مذہب پر، اپنے عقیدے پر اور اپنی بنیاد پر قائم و دائم ہے۔ مجھے اپنے مذہب کا پتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس راستے پر چل کر ہی میں اپنی منزل تک پہنچ سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر! I am on personal explanation

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرا تضحیک کرنے کا مقصد نہیں تھا۔ بات یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حواریوں نے کہا کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام معجزے دکھاتے تھے آپ بھی ہمیں معجزہ دکھائیں۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اور دستر خوان اترا جس پر 313 آدمیوں نے کھانا کھایا۔ جو بیمار تھے وہ ٹھیک ٹھاک ہوگئے اور جو غریب تھے وہ تونگر ہوگئے۔ وہ دستر خوان ایک دن چھوڑ کر ایک دن آتا تھا اور چالیس دن تک آتا رہا۔ جب پہلے دن اترا تو وہ اتوار کا دن تھا اس لئے یہ گرجا گھر اتوار کے دن عبادت کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ میرا تضحیک کرنے کا مقصد نہیں تھا۔ اگر ان کو یہ علم نہیں ہے تو میں ان کی correction کے لئے بتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ زبردستی کیوں کہہ رہے ہیں کہ ان کو علم نہیں ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ قرآن کے حوالے سے بتا رہا ہوں، میرا تضحیک کا مقصد نہیں تھا۔

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ شاہ صاحب کو آج مسلک کی بات کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان ہمارے تمام لوگوں کی سیاسی اور معاشرتی بھلائی کے لئے اور لوگوں کی ترقی و خوشحالی کے لئے ایک ضامن ہے۔ ہم representatives اپنے علاقے کے لوگوں اور اس صوبے کی عوام کے لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات جو شاہ صاحب کی طرف سے کی گئی ہے ان کو نہیں چاہئے کہ کسی کے مذہب کے حوالے سے کسی کی

دل آزاری کریں، یہ خود ایک پیر ہیں۔ یہ اعمال کی بات ہے اور ہر بندے کا اپنا ایک عمل ہے۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ شاہ صاحب کو یہ بات زیب نہیں دیتی اور میں ان کی عمر کا احساس کرتے ہوئے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہر انسان کا اپنا ایک عقیدہ ہے اور ہمیں یہاں پر مذہبی آزادی حاصل ہے۔ میری پارٹی کی قیادت کو یہ شرف جاتا ہے جنہوں نے minority کے نمائندوں کو یہ اعزاز دیا کہ وہ پنجاب کے اس floor پر بجٹ پیش کر سکیں۔ آپ سے جب ہمارے بھائی شہباز بھٹی نے اپنی سکیورٹی کے لئے بلٹ پروف گاڑی مانگی تھی تو آپ کی جماعت کو تو یہ نصیب نہیں ہوا تھا کہ اُسے بلٹ پروف گاڑی دے دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُس کا خون آپ کے کندھوں پر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ minority کو دبانے کی کوشش کی ہے، انہوں نے ہمارے ادارے اپنی تحویل میں لئے اور ہماری قوم کو پیچھے کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی ہے۔ یہ ان کی منفی سوچ ہے جس کی عکاسی آج ان کے ان نمائندگان کے ذریعے سے اس floor پر ظاہر ہو رہی ہے ہم اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ کامران مائیکل صاحب تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اب جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے مجھے بھی اس کا جواب دینے کا حق حاصل ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں اجازت نہیں دوں گا جن معزز ممبران نے نام دیئے ہوئے ہیں تو ان کا بھی حق ہے۔ جی، دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں پنجاب حکومت، اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو عوام دوست، ٹیکس فری اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں وزیر خزانہ جناب کامران مائیکل صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ حکومت پنجاب نے ان پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انہیں پنجاب کا وزیر خزانہ مقرر کیا اور انہیں پنجاب کا بجٹ پیش کرنے کا موقع ملا۔

جناب سپیکر! میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے تعلیم اور صحت کے میدانوں میں جتنے انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں میں ان پر انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ جیسا کہ پنجاب کے اندر تین اضلاع میں چھ دانش سکول قائم کئے جا چکے ہیں۔ یہ دانش سکول غُربا اور محنت کشوں کے بچوں کے لئے قائم کئے گئے ہیں کیونکہ جدید اور معیاری تعلیم پر غُربا کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اشرافیہ کے بچوں کا حق ہے۔ یہ سب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قائدانہ صلاحیتوں اور ان کے vision کی وجہ سے ہی ممکن ہوا کہ آج غریب کے بچے بھی ایچی سن کالج level کے دانش سکولوں میں پڑھنے کے قابل ہوئے

ہیں۔ میں تعلیم کے شعبہ میں Punjab Education Endowment Funds کے قیام پر پنجاب حکومت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ 6۔ارب روپے کی خطیر رقمPunjab Education Endowment Funds کے لئے رکھی گئی ہے اور آئندہ بجٹ میں یہ رقم12۔ارب روپے مختص کی جائے گی۔اس کے علاوہ پنجاب میں چار خواتین یونیورسٹیاں قائم کرنے کی تجویز ہے جو کہ پنجاب میں خواتین کے منصوبوں کے حوالے سے بہترین اقدامات ہیں۔ میں ضلع سیالکوٹ میں خواتین یونیورسٹی قائم کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی بہت شکر گزار ہوں۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!صحت کے شعبہ میں جیسا کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں فری ادویات فراہم کی جارہی ہیں اورDialysis Centre کو پنجاب کے تمام اضلاع تک پھیلادیا گیا ہے۔ پنجاب میں چار نئے میڈیکل کالج قائم کئے گئے ہیں جن میں ایک کالج ڈیرہ غازیخان،ایک کالج ساہیوال،ایک کالج گوجرانوالہ اور ایک کالج سیالکوٹ میں قائم کیا گیا ہے۔ان چاروں کالجوں میں کلاسیں جاری ہیں اور اس مد میں ایک ارب90کروڑ کی رقم مختص کی جاچکی ہے۔

جناب سپیکر!زرعی اور ویٹرنری گریجویٹ کے لئے 25ایکڑ اراضی اور 9لاکھ روپے قرضہ بلاسود کی تجویز بہت خوش آئند ہے۔اس کے علاوہ نوجوانوں کے لئےYellow Cab سکیم،20ہزار روپیہ بلاسود قرضہ یہ تمام سکیمیں نوجوانوں کے لئے ایک امید کی کرن ثابت ہوں گی۔ پنجاب میں جناح آبادی سکیم کے تحت 50ہزار خاندانوں کو5مرلہ پلاٹ مفت فراہم کئے جارہے ہیں جس سے بے گھر غریبوں کو اپنی چھت ملے گی۔اس کے علاوہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے تحت غریب لوگوں کو بھی سہولیات ملیں گی جو کہ کسی بھی اچھی ہاؤسنگ سکیم میں اچھے اور معیاری گھروں میں ایک غریب آدمی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ یہ میرے قائد کاvision ہے کہ انہوں نے بے گھر غریب اور محنت کشوں کے لئے ایسی بہترین سکیمیں متعارف کروائیں ہیں اور اس میں غریب،نادار،یتیم اور بیواؤں کے لئے کوٹا مختص کیا جس سے بہت سارے یتیم اور بیوگان دعائیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر!پنجاب حکومت نے اس بجٹ میں دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے counter Terrorism Departmentقائم کیا ہے اور یہ بہت خوش آئندہ تجویز ہے جس سے دہشت گردی پر قابو پایا جاسکے گا۔ میں آخر میں واٹر سپلائی سکیموں کی تعمیر اور پہلے سے موجودہ واٹر سپلائی سکیموں کی اصلاح اور بحالی کے لئے ایک ارب82کروڑ روپے رکھے گئے ہیں تو میری تجویز ہے کہ ضلع سیالکوٹ کی

واٹر سپلائی سکیم کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔آخر میں، میں اپنے قائد کی نظر ایک شعر عرض کروں گی کہ:

تندی بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سفینہ صائمہ کھر صاحبہ!

MS SAFINA SAIMA KHAR: Honourable Speaker I would like to take permission from you if I speak in English, Urdu or Punjabi. Thank you sir. First of all I am thankful to Almighty Allah that the people who have reposed the confidence in the leadership of Pakistan Peoples Party for the fourth Budget. We must pray tributes to tremendous sacrifices which have been given by our great leader Shaheed Mohtarma Benazir Bhutto Sahiba, our President Mr Asif Ali Zardari and millions of party workers today. We present Punjab Budget and we are facing great challenges to take Punjab out of the present crises towards the path of peace, prosperity and equal opportunity for each and every citizen irrespective of class, color and creed. I appeal to all the parliamentarians of all the parties here to unite together so that once again Punjab can become a safe, progressive and developed state. I assure Punjab that we will work honestly, untiringly, with devotion and dedication to full the division of a nation for the Quaid Azam Muhammad Ali Jinnah. I would also like to thank Mr. Speaker and Mr. Deputy Speaker for listening with patience all the budget speeches and giving the confidence to all the parliamentarians. I would also like to congratulate the Honourable temporary or permanent Finance Minister of the Punjab for delivering a good speech. But unfortunately it was more a "toota kahani" because the speech was prepared by someone else the press of the budget was addressed by someone else and the speech was given to the Minister to rehearse and speak. So we cannot give credit to the Finance Minister for

making a good speech. Mentioning about the flood in the budget speech, I would like to bring it to the notice of the Speaker and the Finance Minister that I am a flood victim and being the only MPA from the Southern Punjab of the Pakistan Peoples Party nobody came to help or to a rescue. I was just ten Kilometers away from Kot Addu where the Khadim-e-Allah was sitting on scoter and meeting the people and also in Muzaffargarh which is only twenty five Kilometers away from my village.

اور جہاں حکومت پنجاب نے مظفر گڑھ میں سب سے زیادہ زور لگایا تھا۔ اگر میرے ساتھ یہ سلوک ہوا تو باقی غریب لوگوں کا کیا ہوگا؟ جب بھی میں نے "ڈی سی او" کو فون کیا تو اس نے کہا کہ میں VIP ڈیوٹی پر ہوں کیونکہ چیف منسٹر صاحب آ رہے ہیں اور میں آپ کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔

Only people who helped me who came forward were the NGOs, the Army and the Diplomatic corps. Diplomatic corps came because my husband is representing a country called Estonia and I am the member of a Foreign Liaison Committee.

"اپنوں پر ستم، غیروں پر کرم"

دوسروں پر تو کرم کرتے رہے اور اپنے ممبر پر ستم کرتے رہے کہ ایک بوری کھاد کی یا ایک دانہ بیج کا ہمیں چیف منسٹر صاحب نے نہیں بھیجا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: انہوں نے غریبوں کو دیا ہے۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: غریبوں کو دیا تو اس وقت تو میں بھی غریب تھی، سب کچھ تو ہمارا بہہ گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Chair کو مخاطب کر کے بات کریں اور No cross talk please.

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: Ok, sir! Austerity and economy measures are being taken in the budget. کہا گیا ہے کہ سیکرٹریٹ کے خرچہ کی تقریباً چوتھائی رقم کم کر دی گئی ہے لیکن What about the CM Offices, Punjab Houses, Camp offices, Helicopters, private jets, bullet proof cars? ان کی maintenance، ان کا آنا جانا اور bills وغیرہ۔

فنانس منسٹر تسی دسو کہ ایہناں دا خرچا ودھیا اے کہ گھٹیا!اے ایس دے بارے وچ تسی کوئی گل نہیں کیتی۔ صحت دے حوالے نال میری suggestion ایہہ وے کہ چھوٹے شہراں دے وچ ہسپتال ہونے چاہیدے نیں۔ مظفر گڑھ دے بندے نوں ملتان یا لاہور نہیں جاناں چاہیدا اپنے CT-Scan کران واسطے، علاج واسطے یا Dentist کولوں دند کڈان واسطے۔ایس نوں اپنے شہر دے وچ ای ساریاں facilities provide کرو۔دوسرا ساڈے پورے پنجاب وچ ہسپتالاں دی ایمرجنسی وچ ڈاکٹر نہیں نیں۔ایس واسطے کہ اگر ڈاکٹر آجان تے شام نوں اوہ اپنی پریکٹس کس طرح کرن گے؟صرف جیہڑے young doctors آندے نیں کناں وچ ٹوٹیاں لاکے ہور گولیاں دے کے ادھے مریض مار جاندے نیں تے ادھیاں نوں کسی ہور ڈاکٹر دے حوالے کر دیندے نیں۔سانوں چاہیدا اے باہروں ڈاکٹراں نوں لے آیا جائے یا فیر اپنے ڈاکٹراں نوں trained کیتا جائے ساڈے کول Physiotherapists نہیں نیں۔سعودی عرب نے تے انڈیا توں منگائے ہوئے نیں۔

جناب سپیکر!ایجوکیشن دا سارا بجٹ دانش سکولاں اُتے لایا جارہیا اے لیکن سب توں پہلے سانوں فیملی پلاننگ دا خیال کرنا چاہیدا اے کیونکہ ہر غریب گھر وچ اٹھ توں دس بچے نیں تے اگر تسی اک بچے دا admission کراؤ گے تے باقی بچیاں نوں inferiority complex دے دئیو گے کہ وڈا بھَرا تے دانش سکول پڑھدا اے تے او کی کرن گے ایس واسطے بہتر ایہہ وے کہ تسی جیہڑے ghost schools نیں اوہناں نوں functional کرو تے جیہڑے سکول درختاں دی ہیٹھ نیں اوناں دی تسی تیاری کرو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،wind up کریں۔

MRS SAFINA SAIMA KHAR. Mr. Speaker! Just give me five minutes.

MR DEPUTY SPEAKER: No, you have to wind up now.

محترمہ سفینہ صائمہ کھر:توانائی دا بحران وی حل کرن لئی شُکر اے ساڈھے تین سالاں بعد حکومت نوں فکر ہوئی اے۔ایس دے واسطے We should go for alternate energy and we should get Hydropower and Solar System باقی غریباں دیاں سکیماں تسی شروع کیتیاں نیں Food Stamp Scheme and Sasti Roti Scheme are totally failure. خدا دا واسطہ اے ہور سکیماں شروع نہ کرو۔تسی 20ہزار روپیہ ریڑھی والے نوں

دیوو گے تے مولی، گاجر دی ریڑھی وی 20ہزار دی نئیں لگدی تے او20ہزار نال کی کرن گے ؟ پڑھے لکھے لوکاں نوں آسان شرطاں نال تسی ییلو کیب دے رے اوہ تے جیہڑیاں ماواں نے زیور ویچ کے اپنے پتراں نوں بابو تے افسر بنانااے اوناں نوں اسیں بلا کے چابی دینی اے کہ تسی ٹیکسی ڈرائیور بن جاؤ تے فیر رش دا کی ہوئے گا؟ سڑکاں وی چوڑیاں کرنیاں پین گئیاں۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر تے میں اک منٹ گل کراں گی۔ ایس دا تماشا تسی الیکشن وچ ویکھ لیا اے تسی جنرل الیکشن کس طرح کراؤ گے ؟ راناصاحب ساڈے سینئر منسٹر بڑے greatنیں۔ پر ایہناں نے کیہہ تماشا کیتااے کہ اوہ لاء اینڈ آرڈر دی situationوی ٹھیک نہیں کر سکے ایہناں نے الیکشن دے وچ بربادی کر دتی اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ کھر صاحبہ! تشریف رکھئے گا۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پلیز! تشریف رکھیں۔

MS SAFINA SAIMA KHAR: Let me wind up please.

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں wind upکریں۔

MS SAFINA SAIMA KHAR: Ok, I am just winding up.

محترمہ صائمہ عزیز محی الدین: جناب سپیکر! جب سے یہ ایم پی اے بنی ہیں مظفر گڑھ ہی نہیں گئیں تو flood areasمیں جانا تو دور کی بات ہے۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: میں wind upکر رہی ہوں، پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صائمہ! تشریف رکھیں، آپ wind upکریں۔

MS SAFINA SAIMA KHAR: Ok. Punjab is behind. This time we have to take Punjab forward. A focus should be only how to take Punjab forward. We should get the job of good governance and take Punjab out of the mess. The Government has done nothing for Punjab. It is the common man in Punjab who is suffering because of bad governance. It is a critical moment for Punjab. The primary task is to improve the economic situation in the Punjab. If financial position is sound then every thing will be fine in the history of the Punjab.

جتنا بیڑا غرق پنجاب کا اب ہوا ہے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

There is a major economic crisis in Punjab. The state is borrowing crores of rupees everyday just to exist that goes to salaries and servicing about the revenue. No one is bothered if we don’t do something to propel Punjab forward. Debt crisis will get worst. Punjab is literally broken. How does Punjab move forward? We have to move forward with new ideas. Minister Sb brings a new industrial policy to make mega project for jobs of our jobless Punjabis in Punjab. The Punjab should be awakened and we should say "Jaag Punjabi Jaag, Jaag Punjab Jaag."

محترمہ راحیلہ خادم حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، پلیز! تشریف رکھئے گا۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر صاحب! تشریف رکھیں۔ No point of order. اگلے مقرر کو بلانے سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس ہاؤس میں ایک point of order raise ہوا تھا جس میں ایک سوال اٹھایا گیا تھا، LDA کے حوالے سے کچھ ممبران کی reservations تھیں۔ اس پر شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی point of order raise کیا تھا تو اس پر میں ایک سپیشل کمیٹی بناتا ہوں۔

Special Committee for consideration of LDA issues consisting of the following members.

1. Mehar Ishtiaq Ahmad
2. Mian Naseer Ahmad
3. Syed Zaeem Hussain Qadri
4. Farooq Yousaf Ghurki
5. Mrs Humaira Awais Shahid
6. Sheikh Ala-ud-Din
7. Ch. Shahbaz Ahmad
8. Muhammad Ajasim Sharif

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں نے یہ issue raise کیا تھا، مجھے بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ اُلفت کو بھی اس میں شامل کیا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے میرے ساتھ بھی commit کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب نے بھی کہا تھا ان کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ باقی دونوں نام میں بھول گیا تھا یہ issue House میں ہی raise ہوا تھا۔ ان دونوں کے نام شامل کر کے ہم اس کی باقاعدہ میٹنگ کی تاریخ بتا دیں گے۔

رولنگ

جاری ترقیاتی سکیموں کو موجودہ بجٹ میں شامل نہ کرنے کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر پر جناب ڈپٹی سپیکر کی رولنگ

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد حسن ڈیہر صاحب جو کہ پیپلز پارٹی سے ہیں انہوں نے مجھ سے ایک ruling مانگی تھی کہ جو development schemes بند کر دی گئی ہیں اس پر Chair کی ruling دی جائے اور اس کے بعد انہوں نے دو تین دفعہ insist کیا تھا کہ Chair اپنی ruling دے تو میں اس پر اپنی ruling دیتا ہوں۔

During the sitting of the Assembly on 30th of June 2011 Mr. Ahmad Hussain Deharr, MPA, PP-200 raised the point of order stating that some ongoing development schemes have not been included in the present budget vide their approval by the Assembly during last budget. He protested against the policy of the Planning and Development Department in this regard and demanded ruling from the Chair. I have noticed that the hon'able member frequently raised points of order and then insisted on the ruling thereon. In this regard let me clarify the position under the rules. Rule 209 of the

Rules of Procedure deals on points of order. The said rule reads as under:-

Rule 209. Decision on points of order.–

(1) A point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitution as regulate the business of the Assembly and shall raise a question which is within the cognizance of the Speaker.

(2) A point of order may be raised in relation to the business before the Assembly at the moment:

Provided that the Speaker may permit a member to raise a point of order during the interval between the termination of one item of business and the commencement of another if it relates to maintenance of order in, or arrangement of business before, the Assembly.

(3) A point of order may not be raised before the Speaker has disposed of the earlier point of order.

(4) Subject to the provisions of sub-rules (1), (2) and (3), a member may formulate a point of order and the Speaker shall decide whether the point raised is a point of order and, if so, give his decision thereon, and his decision shall be final.

(5) No debate shall be allowed on a point of order, but the Speaker may, if he thinks fit, hear the members before giving his decision.

(6) A point of order is not a point of privilege.

(7) A member shall not raise a point of order –

(a) to ask for information; or

(b) to explain his position; or

(c) when a question on any motion is being put to the Assembly; or

(d) which may be hypothetical; or

(e) that Division Bells did not ring or were not heard.

(8) There shall be no discussion on a decision on a point of order.

The gist of the above rule is that a point of order can be raised strictly in accordance with the requirements of this rule. Precisely a point of order must relate to interpretation or enforcement of these rules, or such Article of Constitution as to regulate the business of the Assembly and must relate to the business or matter of the Assembly at the time of point of order is raised. Precisely to say a point of order is a pure question of procedure or irregularity raised only when something happens in the course of proceeding which is considered to be a technical defect in the formal and procedural matter. It should not be a frivolous or irrelevant and should not aim at obstructing the proceeding of the Assembly. The decision of the Speaker on a point of order shall be final and not open to debate and criticism. Now, coming to the point of order raised by Mr. Ahmad Hussain Deharr, MPA non inclusion of development schemes in the budget is in no way of hindrance to the business of the Assembly. The hon'able member has option of raising of such issues in the Assembly by exercising the various parliamentary tools for instance Assembly Question, Resolution Motion, and Privilege Motions etc. He may also raise such issues during general discussion on Annual and Supplementary Budget as well

as during moving of the cut motions at the time of discussion and voting of grant for demands. The ruling of the Chair during such matters is unwarranted. This clarifies the point of order raised by Mr. Ahmad Hussain Deharr, MPA.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! دو ماہ پہلے میں نے بھی ایک ruling مانگی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کو check کر لیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ، ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اس چیز پر آپ کی رہنمائی چاہتا ہوں۔ ابھی میں نے اپنی ایک معزز ممبر صاحبہ کو آپ سے اجازت لے کر پنجابی میں بات کرتے سنا۔ آپ نے ان کو انگریزی میں بات کرنے کی اجازت دی لیکن انہوں نے پنجابی میں بات کی۔ "پچھے میڈا خیال اے ساڈا وی حق بنڑدا اے، جو اساں وی House دے وچ اپنے خطے دی زبان وچ باتاں کرئے تے آئندہ کسے نوں اگر تساں ایہو جئیاں اجازتاں دتیاں تے مہربانی کر کے پچھے سرائیکی کوں وی ایس ہاؤس دا حصہ بنڑایا ونجے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی تقریر کے اندر یہ already raise point ہوا تھا، جب پنجابی میں بات کرنے کی بات ہوئی تھی تو اس وقت ہم نے بتایا تھا کہ Chair کی اجازت سے انگریزی میں بات کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ باقی زبانوں کے لئے ہمارے پاس facility نہیں ہے۔ اس کو اسی وقت ہم نے rule out کر دیا تھا کہ انگریزی اور اردو کے سوا کسی اور زبان میں بات نہیں کی جائے گی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ، ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! اگر اس طرح کی صورتحال ہے تو پھر اس کو اُردو تک محدود رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، محترمہ نے انگلش میں تقریر کرنے کی اجازت مانگی تھی بعد میں تو انہوں نے خود ہی۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ، ہاؤسنگ و شہری ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب والا! پھر Chair کو اس چیز کو check کرنا چاہئے تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انگریزی اور اردو میں لوگ اجازت کے بغیر بات کر سکتے ہیں؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انہوں نے in writing کہا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر کوئی ممبر سرائیکی میں بات کرنا چاہتا ہے تو اس میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے، وہ ممبر تقریر کے بعد لکھ کر بھی دے سکتا ہے اور بہت سارے ممبران ایسے ہیں جو Siraiki Speaking Areas سے تعلق رکھتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ ابھی میں نے آپ کے سامنے ruling بھی پڑھی ہے اور اگر آپ پہلے کی proceedings دیکھیں تو اس میں بھی ایسے ہی ہے۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .No more point of orders آج میں نے کہا تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا۔ جی، محترمہ راحت اجمل صاحبہ!

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! معزز ممبر یہاں پر پنجابی میں تقریر کر رہی تھیں جس کی وجہ سے کچھ معزز ممبران نے کہا کہ ہمیں بھی سرائیکی میں تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ مجھے Swahili language آتی ہے تو مجھے بھی "واچا پھلا مینو نوں، آپانا جو سوہیلی" بولنے کی اجازت دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر کریں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہم پھر بلوچی میں بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔

محترمہ راحت اجمل: لیکن سمجھے گا کون؟

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اردو میں بات کریں ورنہ ہمارا بھی دل کرے گا تو ہم بلوچی یا سرائیکی میں بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ راحت اجمل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بجٹ حکومت کا وہ تخمینہ ہوتا ہے جو وہ ہر سال اپنی آمدنی اور اخراجات کے لئے لگاتی ہے۔ ان نامساعد حالات میں یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ وطن عزیز میں گیس بند، بجلی بند، صنعتیں بند نتیجتاً غریبوں کے چولہے بند۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان حالات میں، میرے قائد اور ان کی ٹیم نے جس طرح غریب پرور، متوازن، ٹیکس فری اور پُر سکون بجٹ بنایا ہے نہ صرف انہوں نے لوگوں کے دل جیت لئے ہیں بلکہ غریبوں کی دعائیں بھی اکٹھی کر لی ہیں۔ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم اور جناح آبادی سکیم یہ ہمارا نعرہ نہیں تھا، ہمارے قائد کا نعرہ نہیں تھا۔ یہ نعرہ تو کسی اور کا تھا لیکن پورا میرے قائد نے کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

25ایکڑ زمین کا منصوبہ ویٹرنری گریجویٹس کو دینے کے لئے اس بجٹ میں رکھا گیا ہے۔ اس پر میں اپنے قائد کو سلام پیش کرتی ہوں کیونکہ یہ وہی بنجر زمین ہے جس کے لئے سعودی عرب نے کہا تھا کہ یہ زمین ہمارے حوالے کر دی جائے یعنی ہمیں lease پر دے دی جائے لیکن میرے قائد کا vision دیکھو اس بنجر زمین کو انہوں نے اپنے ہی ملک کے نوجوانوں کے نام کر کے ایک بہت بڑا اقدام کیا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ وہ واقعی قابل تحسین قائد ہیں کیونکہ ایک کسان زمین کے اندر سے اناج پیدا کرتا ہے لیکن ایک پڑھا لکھا اس میں سے سونا پیدا کرے گا۔ ییلو کیب کے حوالے سے میں کہتی ہوں کہ یہ سکیم اس منصوبے میں رکھ کر نوجوان نسل پر بہت بڑا احسان کیا ہے کیونکہ وطن عزیز میں اگر حکومتی اداروں میں ایک سیٹ نکلتی ہے تو ایک ہزار اُمیدوار اس کے پیچھے بھاگتا ہے، درخواستیں دیتا ہے لیکن صرف ایک بندے کی selection ہوتی ہے باقی ہاتھوں میں ڈگریاں لے کر بوڑھے ہو جاتے ہیں ان کی عمر گزر جاتی ہے وہ اس قابل ہی نہیں رہتے تو کیا ان کو کمانے اور اپنا ذریعہ معاش حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ ییلو کیب سکیم ایک بہترین سکیم ہے کیونکہ ہمارا نوجوان 20 سے 25 سال کی عمر میں بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ آکر فاقہ کشی، ڈاکا زنی، چوری اور اغواء برائے تاوان پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سکیم کے تحت نہ صرف وہ اپنا روزگار کما سکے گا بلکہ ملک کے لئے بہترین ماحول سازگار کر سکے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ صرف ان پڑھ لوگ ہی ییلو کیب کیوں چلائیں، ان پڑھ ڈرائیور نہیں ہونے چاہئیں۔ ایک پڑھا لکھا ڈرائیور ہو گا تو وہ قانون کی پاسداری کرے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

دانش سکول کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وطن عزیز کی 63 سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ کسی نے یہ سوچا ہے کہ غریبوں کے لئے بھی کوئی ایسا سکول ہونا چاہئے جہاں پر وہ سر اٹھا کر تعلیم حاصل کر سکیں اور اپنا روزگار کما سکیں۔ ہیرے کی پہچان صرف جوہری کو ہوتی ہے۔ میرا قائد ایک جوہری ہے جنہوں نے پہچان لیا ہے کہ وطن عزیز کے پتھروں کو کیسے تراش کر ہیرا بناتے ہیں جس کے لئے کہا جاتا ہے کہ:

کل انہیں تراشو گے تو پوجے گا زمانہ
پتھر کی طرح آج جو راہوں میں پڑے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، سردار فتح محمد خان بزدار!

محترمہ راحت اجمل: جناب والا! میری تقریر ابھی رہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ راحت اجمل: جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے ایک اچھا شعر سنایا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔جی، سردار صاحب!

سردار فتح محمد خان بزدار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میرا حلقہ پی پی۔241 سب سے دور، سب سے مشکل اور سب سے غریب علاقہ ہے جس میں تحصیل tribal area بھی ہے، تحصیل تونسہ بھی ہے۔اگر آپ تحصیل tribal area کو دیکھیں تو یہ دیکھنے کے لائق ہے۔یہ تحصیل ہے یہاں آبادی ہے، لوگ ہیں لیکن کوئی سہولت نہیں ہے۔ تحصیل میں بجلی ہے، پانی ہے اور نہ ہی کوئی علاج معالجہ کی سہولت ہے۔آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا کرنا چاہئے؟ ہم نے ایک road بنوانے کی کوشش کی تھی جو پنجاب کو بلوچستان سے ملائے گی۔ ہمیں سب سے زیادہ مفاد اس road سے ہے۔اگر road بنے گی وہاں پر کوئی انڈسٹری لگے گی، کاروبار ہو گا تو ہمارے لئے پتھر، بجری اور مٹی بھی سونے سے کم نہیں ہیں۔اس سے لوگوں کا گزارہ ہو جائے گا۔وہ سڑک شروع ہوئی دس کلو میٹر بن بھی گئی لیکن اس کے بعد سرکاری افسر جیسے Sub-Engineer, S.D.O اور XEN اس پر کام کر رہے تھے ان کو dismiss کر دیا گیا کہ آپ نے سڑک کی cutting زیادہ کی ہے حالانکہ یہ زیادہ نہیں ہے، cutting ٹھیک کی گئی ہے۔وہاں بارشیں ہوتی ہیں، رود کوہیاں چلتی ہیں۔مہربانی کر کے ان افسران کو بحال کر کے ان کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ آئندہ یہ سڑک اچھی طرح سے بنے اور بلوچستان کے ساتھ مل جائے۔

جناب سپیکر! تحصیل تونسہ میں چشمہ رائٹ بنک کینال ہے، یہ نہر تو ہے لیکن اس میں پانی نہیں ہے۔ اس نہر میں صوبہ سرحد والے ہمارے حصے کا پانی روک لیتے ہیں، اس میں پنجاب کا حصہ 1809 کیوسک ہے لیکن ہمیں صرف 1009 کیوسک مل رہا ہے اور باقی وہ کھا جاتے ہیں۔اس کو حکومتی سطح پر حل ہونا چاہئے ورنہ یہ نہر بند ہو جائے گی اور اس سے لاکھوں خاندانوں کے روزگار کا مسئلہ پیدا ہو گا۔اگر ہمیں یہ پانی دیا جائے تو علاقے میں وارابندی ختم ہو سکتی ہے اور زمینداروں کو فائدہ مل سکتا ہے۔ پانی ہو گا تو فصلیں ہوں گی چونکہ ٹائم نہیں ہے اس لئے میں مختصر بات کر رہا ہوں۔واٹر مینجمنٹ، اصلاح

آبپاشی کا محکمہ ابھی تک غیر مستقل ہے اور اسے بجٹ بھی تھوڑا ملتا ہے میری تجویز ہے کہ اس میں کام کرنے والے ملازمین کو مستقل کریں اور انہیں بجٹ دے کر آگے بڑھایا جائے۔ تحصیل تونسہ میں نہر ہے اس پر سے رود کوہیاں چلتی ہیں جو نہر کو، distributaries کو تباہ کر دیتی ہیں ان کے پانی کو drain out کرنے کے لئے انہوں نے drains بنائی ہیں جو کہ دریا تک جاتی ہیں لیکن انہیں دریا تک پہنچانے کی بجائے راستے میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ جب پانی کا موسم ہوتا ہے تو پانی آجاتا ہے اور لوگوں کی فصلوں کو اجاڑ دیتا ہے اور اس سے لاکھوں ایکڑ رقبہ برباد ہو جاتا ہے۔ یہ علاقے کے لوگوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اسے حل کیا جائے، یہ drains دریا تک پہنچائی جائیں اور نہر پر توجہ دی جائے۔ صوبہ سرحد والے جو پانی روک لیتے ہیں اس کا انتظام کیا جائے تاکہ ہمیں پورا پانی ملے۔ اگر پانی پورا ملے گا وارابندی ختم ہو جائے گی اور لوگوں کو بے انتہا فائدہ ہوگا، لوگوں کے مال مویشیوں کو فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! اب میں بجلی کے مسئلے پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے علاقے میں بجلی لائن مشکل ہے تو ہمیں چھوٹے گرڈ سٹیشن دیئے جائیں تاکہ وہاں سے بجلی تقسیم ہو جائے۔ بجلی کے آنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ واٹر سپلائی چلے گی، اریگیشن کا کام ہوگا اور بجلی سے تو دنیا کے سارے کام ہو رہے ہیں۔ میں نے صوابدہ نہر کا ذکر کیا تھا لیکن اس میں ایک بات کرنا بھول گیا تھا وہ یہ ہے کہ چشمہ رائٹ بنک کینال مین کینال ہے باقی تو distributaries ہیں جو محکمہ اریگیشن کے پاس ہیں لیکن مین کینال ابھی تک واپڈا کے کنٹرول میں ہے اور ڈیرہ اسماعیل خان والے اسے کنٹرول کر رہے ہیں۔ یہ dual system کیوں ہے؟ اس سے لوگوں کو بڑا نقصان ہو رہا ہے لہذا یہ dual system ختم کیا جائے اور یہ نہر محکمہ اریگیشن کے حوالے کر دی جائے تاکہ یہ اچھی طرح سے چلے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محسن لغاری صاحب! (نعرہ ہائے تحسین)

یہ سارا ٹائم میں count ہو رہا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! supplementary کے بارے میں ڈکشنری یہ کہتی ہے کہ یہ وہ ہے جو original کو supplement کر کے اس میں کوئی کمی کوتاہی ہو تو اسے پورا کر دیتی ہے۔ چونکہ ٹائم مختصر ہے اس لئے میں آپ کو صرف دو شہروں فورٹ منرو جو جنوبی پنجاب میں ایک صحت افزا مقام ہے اور مری جو اپر پنجاب میں ہے ان کا comparison پیش کرتا ہوں تاکہ اپر پنجاب اور جنوبی پنجاب کا فرق سامنے آئے۔ میں ان دونوں شہروں پر حکومت کی توجہ سے حکومت

کی ترجیحات کو سامنے لانے کی کوشش کروں گا، پچھلے سال کی winding up speech میں سے میں وزیر خزانہ کی بات quote کرتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ "یہاں پر بڑی تنقید ہوئی ہے کہ مری میں ڈویلپمنٹ ہوئی ہے، مری پر تو بہت توجہ ہے میں وزیر اعلیٰ کی جانب سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم خصوصی فنڈز دے کر appropriation کر کے فورٹ منرو کے مقام پر اسی سال کام شروع کر دیں گے"۔ میرے خیال میں فنانس منسٹری والے بیٹھے ہیں، وزیر بیٹھے ہیں اور اس علاقے کے لوگ بھی بیٹھے ہیں وہاں ایک دھیلے کا کام نہیں ہوا، وہاں تو پینے کے لئے پانی بھی نہیں ہے۔ ہمیں جو آج document دیا گیا ہے ہم اس سے comparison کرتے ہیں میں مری کے صرف ایک پارک کا ذکر کرتا ہوں کہ 10-2009 کا ضمنی بجٹ PC-21031 صفحہ نمبر 184 آئٹم نمبر 369 باغ شہیداں مری کشمیر پوائنٹ کے لئے چھ کروڑ 68 لاکھ روپے، اس کے بعد صفحہ نمبر 174 آئٹم نمبر 159 upgradation of Park at Kashmir Point کے لئے تین کروڑ 15 لاکھ روپے۔ پچھلے سال کی supplementary grant کے اندر مری کے ایک پارک کے لئے نو کروڑ 83 لاکھ روپے اور اس سال کے بجٹ کے اندر پھر سے ایسی پارک کے لئے grant for development of public park at Bagh-e-Shahedan Kashmir Road Murree دو کروڑ 68 لاکھ 20 روپے نو کروڑ 83 لاکھ پچھلے سال اور اس سال دو کروڑ 68 لاکھ روپے یعنی ساڑھے 12 کروڑ روپے سے مری کا ایک پارک مکمل نہیں ہو رہا whereas ہمارے فورٹ منرو کے اندر ہم پینے کے لئے پانی کو ترس گئے ہیں۔ بجٹ کے اندر باقی فورٹ منرو کا کہیں ذکر نہیں ہے اور اگر آپ کہیں تو اسی بجٹ میں جو مری کے منصوبے ہیں وہ بتا دیتا ہوں Sir forestation of blank areas in state forest of Murree 154 millions اس کے بعد آگے چلیں مری کے forestation کا ایک اور پراجیکٹ ہے اس کے لئے 192 ملین روپے ہے - ہم on going schemes کے اندر آتے ہیں تو improvement and rehabilitation of wild park Bansra Gali Murree 311 millions اگر ہم ٹورزم میں آئیں تو

Provision of tourist facility at Murree 51 millions, Surveys and study to prepare master plan for developed Murree as a population free tourist resort 13.9 millions. Renovation of uplift of chair lift 107 millions.

پچھلی حکومت نے جو فورٹ منرو کی chair lift کا منصوبہ منظور کیا تھا اور 35 لاکھ روپے سے اس کا سروے بھی ہوا تھا لیکن سوال جواب کے دوران ٹورزم کے پارلیمانی سیکرٹری نے بتایا تھا کہ وہ منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے اور ہم نے اسے scrap کر دیا ہے۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔

New scheme revamping of existing facilities in provision of missing facilities at Patriata system 15 million

یہ صرف ٹورزم کی ہے۔ کسی اور کی دیکھیں Reconstruction of Murree Art Council an other 42 million whereas اس پورے document کے اندر جو بجٹ میں ہے یا ضمنی بجٹ میں ہے اس میں مجھے فورٹ منرو کا نام بھی نظر نہیں آیا۔ میں نے فنانس منسٹر کی on behalf of the Chief Minister commitment پڑھ کر سنائی ہے اب اس کا فیصلہ آپ کریں گے کہ اس پر Assurance Motion آ سکتی ہے یا نہیں۔ یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کے behalf پر یہ commitment کی گئی ہے اور جس وقت یہ کہا جا رہا تھا اس وقت Chief Minister was also sitting in this House پچھلے سال کی وزیر خزانہ کی تقریر پر آگے چلتے ہیں اس میں انہوں نے ڈیرہ غازی خان کے بارے میں ایک اور commitment کی تھی انہوں نے کہا تھا کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال کی upgradation کی جائے گی اور وہاں پر ٹراما سنٹر بنایا جائے گا جس پر پچھلے تین سال سے کام ہو رہا ہے ابھی 22۔ جون کا اخبار میرے سامنے ہے کہ حکومت پنجاب نے ٹراما سنٹر کے لئے 100 employees منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ بلڈنگ تو بن گئی لیکن اس کے ملازمین دینے کے لئے انکاری ہے The government of the Punjab has turndowned the request اس بجٹ میں، پچھلے ضمنی بجٹ میں اور پچھلے ضمنی بجٹس میں ہمارے علاقے کے ساتھ بار بار ایسا ہو رہا ہے۔ ہم نے بجٹ نہیں ضمنی بجٹ کا تو ایک رواج establish کر لیا ہے جو کہ ایک bad planning ہے ضمنی بجٹ نہیں ہونے چاہئیں صرف بجٹ ہی ہونا چاہئے۔ میں جانتا ہوں کہ شاید ابھی فنانس منسٹر صاحب کو افسران لکھ کر دے دیں کہ آئین کا آرٹیکل 124 اس کی provision دیتا ہے۔ بالکل آئین اس کی provision دیتا ہے لیکن یہ اسی طرح ناپسندیدہ عمل ہونا چاہئے جس طرح کہ اور بہت سارے کام allowed, but ناپسندیدہ عمل ہیں۔ یہ اس House کی supremacy کے ساتھ مذاق ہے۔ یہ خرچہ کرنے کے بعد اس House میں یہ چیزیں آتی ہیں کہ یہ pass کر دو۔

جناب سپیکر! اسی بجٹ کے اندر دس کروڑ روپے کی ایک blocked allocation کی رقم Tourism کے لئے رکھی گئی ہے میری وزیر خزانہ، وزارت خزانہ اور آپ سب لوگوں سے گزارش ہے کہ اس 10 کروڑ روپے میں سے فورٹ منرو کے لئے کچھ پیسے رکھیں۔ مہربانی کر کے ہمیں پینے کا پانی تو مہیا کر دیں۔ اس شہر میں پینے کا پانی نہیں۔ وہاں دو ہزار روپے میں پینے کے پانی کا واٹر ٹینک لیا جاتا ہے جبکہ مری کے منصوبوں پر اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں اس لئے کہ صاحب اقتدار لوگ مری میں رہتے ہیں۔ میں وزیراعلیٰ صاحب کو offer دیتا ہوں کہ ہم آپ کو جگہ دیتے ہیں آپ فورٹ منرو میں آکر گھر بنائیں۔ شاید اسی بہانے ہمارے علاقے میں بھی کچھ ترقیاتی کام ہو جائیں۔

جناب سپیکر! میرے پاس شعر تو نہیں ہیں البتہ ایک اور بڑی اچھی چیز ہے۔ اس کو دنیا کی سب سے اچھی opening of a book کہا گیا ہے۔ یہ Charles Dickens کی کتاب "A Tale of Two Cities" کا opening paragraph ہے جو کہ میں پڑھنے لگا ہوں:

> It was the best of times, it was the worst of times, it was the age of wisdom, it was the age of foolishness, it was the epoch of belief, it was the epoch of incredulity, it was the season of Light, it was the season of Darkness, it was the spring of hope, it was the winter of despair,

ہمارے ڈیرہ غازی خان اور فورٹ منرو کے لوگوں کا جو winter of despair ہے اس میں کوئی ray of hope دکھائیں؟

> We had everything before us, we had nothing before us, we were all going direct to heaven, and we were all going direct the other way. - in short, the period was so far like the present period, that some of its noisiest authorities insisted on its being received, for good or for evil, in the superlative degree of comparison only.

جناب سپیکر! کچھ لوگوں کے لئے یہ بہترین وقت ہے۔ مری والے لوگوں کے لئے یہ بہترین وقت چل رہا ہے اور فورٹ منرو والے لوگوں کے لئے یہ بد ترین وقت چل رہا ہے۔ مہربانی کر کے اس علاقے کے لئے اس بجٹ کی blocked allocation میں سے اور آئندہ سال کے ضمنی بجٹ کے اندر فنڈز رکھیں جائیں اور ان غلطیوں کو درست کیا جائے جو بار بار ہو رہی ہیں۔ ایسی ہی باتوں سے لوگ

صوبے سے الگ ہونے کی بات کرتے ہیں۔ایسی بہت سی دوسری ناانصافیاں میں point out کرنا چاہتاہوں لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے میں اپنی بات کو یہیں پر ختم کرتا ہوں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:ویسے مجھے کہنا تو نہیں چاہئے لیکن اس میں ایک لائن ضرور add کر دیں کہ:

It had the President of Pakistan living there in Fort Munro.

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔Chair کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ممبران کے ساتھ بحث مباحثہ شروع کر دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لغاری صاحب!اب تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!اب سننے کا بھی حوصلہ پیدا کریں۔جب President of Pakistan وہاں رہتے تھے،جب وہ صدر پاکستان تھے تو اُس وقت اس علاقے کے لئے National Highway بنی ہے انہی کے دور میں رود کوہیوں کے راستے پر پُل بنائے گئے ہیں جس کی وجہ سے بلوچستان سے کروڑوں روپے کا روزانہ فروٹ آتا ہے۔پہاڑی نالوں میں پانی زیادہ آنے کی وجہ سے پہلے یہ سڑکیں block ہو جاتی تھیں تو اسی صدر پاکستان نے ان رود کوہیوں پر پُل بنوائے۔فورٹ منرو کے لئے واٹر سپلائی سکیم اسی وقت بنائی گئی تھی لیکن آج اس کی maintenance نہیں ہو رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لغاری صاحب!میں خود ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ فورٹ منرو کو develop کیا جانا چاہئے کیونکہ جو مری کی atmosphere ہے وہی فورٹ منرو کی بھی ہے اس پر کام ہونا چاہئے۔

جی،اب میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!پچھلے بجٹ کے موقع پر ہم نے پرائیویٹ سکولوں کے لئے ایک کمیٹی بنانے کی درخواست کی تھی جس پر پچھلی دفعہ آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے پرائیویٹ سکولوں کی Regulatory Authority کے حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔اس کمیٹی کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ پرائیویٹ سکولوں کو monitor کرنے کی غرض سے ایک authority کے قیام کے لئے قانون سازی تجویز کی جائے۔وزیر تعلیم کی سربراہی میں اس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس میں سیکرٹری تعلیم نے بڑی لمبی چوڑی اور دردناک تقریر فرمائی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ یہ پرائیویٹ سکول بہت بڑا اژدھا بن چکے ہیں۔حکومت پنجاب نے ایک بہت اچھا کام کیا جس میں یکساں نظام تعلیم کو لاگو کرنے کی خاطر تمام سرکاری اور غیر سرکاری سکولوں کے لئے پرائمری اور مڈل کے امتحانات کو ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن

کئی پرائیویٹ سکولوں نے ہر سال وعدہ کرنے کے باوجود حکومت کے اس نظام کا حصہ بننے سے انکار کر دیا ہے۔ سیکرٹری تعلیم نے کمیٹی کی میٹنگ میں یہ بتایا تھا کہ 1984 میں اس حوالے سے جو قانون بنایا گیا وہ بڑا ڈھیلا ڈھالا ہے جس کے تحت ان پرائیویٹ سکولوں کو monitor کرنا بڑا مشکل ہے۔اب یہ جو ایک Regulatory Authority بنانے کا کام شروع ہوا ہے اس کے تحت ان سکولوں کو monitor کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کچھ پرائیویٹ سکولوں نے حکومت پنجاب کی طرف سے پرائمری اور مڈل کے امتحانات لینے کے نظام کا حصہ بننے سے انکار کر دیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آج صوبہ پنجاب کے اندر اور خصوصاً میرے حلقے میں جب متاثرین والدین نے اپنی ایک organization بنائی تو انہیں threat کیا گیا۔ میرے حلقے میں آج بھی ایک ایسا سکول ہے کہ جہاں پر بچیوں کو نقاب اوڑھنے سے منع کیا جاتا ہے۔آج بھی اس سکول کے staff کو sleeveless پہننے اور نقاب نہ اوڑھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔آج بھی ڈیفنس لاہور کے اندر ایک ایسا سکول موجود ہے جس میں حکومت فرانس کا نظام اور قانون لاگو ہوتا ہے اور وہاں پر نقاب اوڑھنے پر پابندی لگائی گئی ہے۔یہ سب کچھ Regulatory Authority نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔آج یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان سکولوں کے اندر پڑھایا کیا جاتا ہے،ان سکولوں کے اندر پہنایا کیا جاتا ہے، پلایا کیا جاتا ہے اور وہ کون سا نظام تعلیم ہے جو ان چار پانچ بڑے سکولوں کے اندر لاگو ہے؟ یہ ایک انتہائی حساس معاملہ ہے۔پوری اسمبلی یہ چاہتی ہے کہ صوبہ پنجاب کے اندر یکساں نظام تعلیم رائج ہو۔احساس محرومی کا فاصلہ پنجاب کے نظام تعلیم میں بڑھتا جا رہا ہے۔اگر ان سکولوں کے اندر فیسیں بڑھتی ہیں تو والدین کی داد رسی کرنے کے لئے کوئی authority موجود نہیں ہے۔اگر ان سکولوں میں پڑھائے جانے والے مضامین Pakistan Study اور اسلامیات کو لندن میں بیٹھ کر ایک گورا چیک کرتا ہے تو ہمارے پاس بھی ان سکولوں کو monitor کرنے کے لئے کوئی نظام یا authority موجود ہونی چاہئے۔یہ چار سکول پنجاب کے اندر اپنی مرضی کا نصاب پڑھاتے ہیں، اپنی مرضی کا یونیفارم چلاتے ہیں اور اپنی مرضی کی تعلیمات دیتے ہیں اس کو کس نے چیک کرنا ہے، جواب یہ دیا جاتا ہے کہ کیا آپ باقی انڈسٹری کو چیک کرتے ہیں؟ میں عرض کرتا ہوں کہ تعلیم کا شعبہ انڈسٹری نہیں ہے اور ہم نے پنجاب کے اندر تعلیم کو انڈسٹری نہیں بننے دینا۔ پنجاب میں چلنے والی انڈسٹریز، پنجاب میں چلنے والے کاروبار اور تعلیم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم پنجاب کے اندر یکساں نظام تعلیم لاگو کرنا چاہتے

ہیں تو اس کے لئے فوری طور پر Regulatory Authority بنائی جائے جس کا پچھلے تین سالوں سے وعدہ کیا جا رہا ہے تاکہ پنجاب کے اندر posh areas میں جو تعلیم دی جا رہی ہے اس کو صحیح خطوط پر لایا جائے، جو سکول حکومت کے نظام تعلیم کا حصہ بننے سے انکاری ہیں انہیں فوری طور پر اس کا حصہ بنایا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو monitor بھی کیا جا سکے کہ وہ ان سکولوں کے اندر کس قسم کی تعلیم ہمارے بچوں کو دے رہے ہیں؟ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کمیٹی کی رپورٹ منگوائی جائے اور یہ بھی معلوم کیا جائے کہ اس حوالے سے جو قانون سازی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی اس کا کیا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں ابھی اجلاس کے بعد معلوم کرتا ہوں کہ اس کمیٹی کی رپورٹ کیوں نہیں آئی بلکہ آپ اگر مناسب سمجھیں تو اس حوالے سے سیکرٹری اسمبلی کو help out کر دیں کہ وہ کون سی کمیٹی تھی اور اس کی میٹنگ کب ہوئی ہے؟

میاں نصیر احمد: بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! آج میں جو بات کرنا چاہ رہی ہوں اگر ہماری موجودہ حکومت اور آنی والی تمام حکومتیں اس پر focus کریں تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ آئی ایم ایف سے ہماری جان چھوٹ سکتی ہے۔ میں revenue generate کرنے کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ پاکستان میں 98 فیصد لوگ صرف 2 فیصد لوگوں کی طرف سے دیا ہوا ٹیکس استعمال کرتے ہیں۔ پاکستان میں یہ بڑی المناک صورتحال ہے کہ لوگوں کے اندر ٹیکس دینے کا رجحان بہت کم ہے۔ ہمیں اپنے لوگوں کو یہ awareness دینی ہو گی کہ حکومت کو ٹیکس ادا کیا جائے کیونکہ یہی جمع ہونے والا ٹیکس صحت، تعلیم اور عام لوگوں کی بہتری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جب یہ حکومت 18۔ فروری کو قائم ہوئی تو میاں محمد نواز شریف صاحب نے تب بھی یہی بات کہی کہ آپ آئی ایم ایف سے جان چھڑالیں، آپ کشکول توڑ دیں، آپ ملک کو قرضوں میں مت ڈبوئیں لیکن کسی نے اُن کی بات نہیں سُنی۔ آج جب ہم یہ بات کرتے ہیں کہ ہم بیرونی قرضہ نہیں لیں گے، کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے اور ہم اپنے اخراجات خود اُٹھا سکتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ پنجاب حکومت کی یہ بات قابل تحسین ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہتی چلوں کہ اگر عام آدمی ٹیکس دے سکتا ہے تو پھر امیر آدمی ٹیکس کیوں نہیں دے سکتا؟ آج ہم نے امیروں پر ٹیکس لگایا تو میرے کچھ معزز بھائی ایسے بھی ہیں جنہوں نے یہ ٹیکس لگنے پر شور بھی مچایا۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ ایک اہم بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ کشمیر میں جب زلزلہ آیا تو بہت ساری بیرونی امداد پاکستان میں آئی۔ وہ ایک ڈکٹیٹر کا دور تھا اگر اُس بہت بڑی امداد کو صحیح طریقہ سے استعمال کر دیا جاتا تو ایک اچھے کشمیر کی طرح ایک اچھا پاکستان بھی بنایا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر بڑی ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ پچھلے دنوں جب پیپلز پارٹی نے مسلم کانفرنس کے ساتھ مل کر کشمیر میں حکومت بنائی تو وہاں پر ایک معاہدہ بھی کیا گیا کہ مسلم کانفرنس کو کشمیر میں حکومت اس صورت میں دی جائے گی کہ باہر کے ملکوں سے سیلاب زدگان کے لئے آیا ہوا پیسا پاکستان میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں دے دیا جائے گا تو سیلاب زدگان کے لئے آیا ہوا وہ پیسا اپنے لوگوں میں بانٹ دیا گیا۔ میں پھر وہی بات کروں گی کہ جب تک ہر شخص اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کرے گا تب تک ہمارے اس ملک پاکستان کے معاملات نہیں چلیں گے اور دن بدن مسائل ایسے ہی بڑھتے چلے جائیں گے۔

جناب سپیکر! ہم پنجاب کے رہنے والے لوگ جب اپنی عوامی حکومت کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں تعلیم کا معیار بہتر ہوتا ہوا نظر آتا ہے، ہمیں ہسپتالوں میں بھی آج صحت کی سہولیات میسر ہیں، دانش جیسے سکول بھی بنائے جارہے ہیں، ہماری عوامی حکومت کا مشن ہے کہ غریب کو اچھا روزگار بھی دیا جائے جس کے لئے ٹیکسی سکیم شروع کی جارہی ہے اور کل یہاں پر میرے معزز ممبران نے کہا کہ آپ ایک پڑھے لکھے آدمی کو ٹیکسی چلانے کے لئے کہہ رہے ہیں تو میں کہتی ہوں کہ اس ملک کو بنانے کے لئے ہر پڑھے لکھے شخص کو بھی آگے بڑھنا پڑے گا، اس بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے پڑھا لکھا ہونا کوئی گالی تو نہیں، کیا پڑھا لکھا آدمی کوئی کام نہیں کر سکتا؟ اسی طرح آپ محکمہ پولیس کو دیکھیں کہ ہماری حکومت اس محکمہ میں اچھی اصلاحات لے کر آئی، پڑھے لکھے نوجوانوں کو پولیس میں میرٹ پر بھرتی کیا جس کی وجہ سے آج ہمارا پولیس کا نظام پچھلے دور سے بہت بہتر چلا آرہا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ صائمہ عزیز صاحبہ!

محترمہ صائمہ عزیز محی الدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جنوبی پنجاب کے حوالے سے یہاں پر بہت باتیں کی گئیں تو میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے لیکن میں نے دیکھا کہ یہاں پر جنوبی پنجاب کے بارے میں جتنی بھی باتیں کی گئیں وہ جھوٹ پر مبنی تھیں۔ جنوبی پنجاب میں سیلاب کے دنوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے ساتھ ساتھ ہمارے

وزراء کرام اور ممبران نے موجود رہ کر سیلاب زدہ لوگوں کی بھرپور خدمت کی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت وہاں پر موجود نہیں تھی تو میں کہتی ہوں کہ وہ لوگ خود وہاں پر موجود نہیں تھے۔ میرا ایک بھائی جن کا حلقہ چوک سرور شہید اور اس کے گرد و نواح میں بنتا ہے انہوں نے کہا کہ وہاں پر بیوروکریسی عیاشی کرتی رہی تو وہ سراسر جھوٹ بول رہے تھے کیونکہ وہ خود وہاں پر موجود نہیں تھے۔ سیلاب کے دوران سیلاب زدگان کو ٹھہرانے کے لئے سب سے بڑا کیمپ انہی کے حلقہ میں بنا تھا تو انہوں نے ایک دفعہ بھی وہاں پر آکر نہیں دیکھا کہ وہاں پر غریبوں کا کیا حال ہے، کون کیسے جی رہا ہے اور کون کیسے مر رہا ہے بلکہ ان کے اپنے پیپلز پارٹی کے ایک ایم این اے نے "دنیا چینل" پر آکر بیان دیا کہ سیلاب آئے ہوئے کو سات دن ہو گئے ہیں اور میں پرائم منسٹر سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اُن سے میرا رابطہ نہیں ہو رہا بلکہ انہوں نے مجھے courtesy call بھی نہیں کی اور انہوں نے مزید کہا کہ میرے پاس کوئی کیمپ ہے اور نہ کوئی اور چیز ہے جس سے میں اپنے لوگوں کی مدد کر سکوں۔ وزیراعلیٰ پنجاب اُسی وقت وہاں پر پہنچے اور حکومتی نمائندوں کے ساتھ وہاں پر دن رات کام کرتے رہے۔ وزیراعلیٰ اپنی پوری ٹیم کے ساتھ روزانہ وہاں پر موجود ہوتے تھے یہاں تک کہ ہمارے تمام بھائیوں نے اپنی عید بھی سیلاب زدگان کے ساتھ وہاں پر گزاری۔ ٹھیک ہے اگر آپ نے تنقید کرنی ہے تو اُن باتوں پر تنقید کریں جو سچ ہیں۔ جھوٹ بیان کر کے اُن باتوں پر تنقید مت کریں جس سے آپ خود ہی شرمندہ ہوں۔ میرے ایک بھائی نے کہا کہ آپ کو پٹواریوں کے تھیلوں پر ٹیکس لگانا چاہئے تو اُن سے پوچھا جائے کہ انہوں نے ایک نائب تحصیلدار کو تحصیلدار بنا کر اپنے حلقہ میں لگایا ہوا ہے اُس تحصیلدار کے اوپر 80 پرچے ہیں اور محکمہ انٹی کرپشن نے declare کیا ہے کہ اس تحصیلدار کو نوکری سے فارغ کیا جائے۔ "رائل چینل" نے ابھی پچھلے ماہ اُس تحصیلدار کی کرپشن پکڑی تو وہ تحصیلدار وہاں سے بھاگ گیا لیکن میرے بھائی کا اُس تحصیلدار کے ساتھ شاید کوئی ذاتی تعلق ہے کہ جب اُس تحصیلدار کو کوئی ہاتھ لگایا جاتا ہے یا وہاں سے تبادلہ کرنے کی بات کی جاتی ہے تو میرا وہ معزز بھائی استعفیٰ دینے پر آجاتا ہے۔ ہماری ایک بہن نے کہا کہ وہاں پر میری زمینوں کے حوالہ سے کوئی کام نہیں کیا گیا، وہ میری بہن خود اسلام آباد میں رہتی ہیں اور آج تک وہ کسی میٹنگ میں آئی، نہ سیلاب کے دوران وہاں پر آئی ہیں بلکہ اُن کو ایک دن invite کیا گیا کہ سیلاب کے دوران وہاں پر آپ کے پرائم منسٹر آ رہے ہیں تو آپ وہاں پر آ جائیں تو مجھے اُس بہن کی call آئی کہ مجھے یہاں سے لے کر جا سکتی ہو تو لے جاؤ ورنہ میں نہیں جا سکتی یا اگر مجھے

کوئی جہاز میں لے کر جائے گا تو پھر میں وہاں پر جاؤں گی۔ میری وہ معزز بہن سیلاب کے دوران بھی وہاں پر نہیں پہنچی۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرہ بازی)

لہذا جنوبی پنجاب کے میرے معزز ممبران "ہم قیدی تخت لاہور کے" کا نعرہ مارتے ہیں یہ غلط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لاہور کو اپنا نہیں سمجھتے جبکہ جنوبی پنجاب کے سب لوگ لاہور شفٹ ہو چکے ہیں۔ وہ خود جنوبی پنجاب میں رہتے ہی نہیں ہیں اور جس دن وہ خود جنوبی پنجاب میں شفٹ ہو جائیں گے اُس دن اُدھر کے حالات بھی بہتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ نے جو ٹیکسی سکیم شروع کی ہے اس میں بی اے کا issue آ رہا ہے تو ان کو یہ احساس نہیں ہے کہ حضور ﷺ کا قول ہے کہ رزقِ حلال کمانے میں کوئی شرم نہیں ہے چاہے آپ کچھ بھی ہوں۔ اگر اُس نوجوان نے بی اے کیا ہوا ہے تو اچھی بات ہے لیکن وہ رزقِ حلال ہی کمائے گا، کوئی دو نمبری تو نہیں کرے گا۔ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اُس کو ٹیکسی نہ دی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ اُس کو بیکار رکھا جائے اور اُس کے گھر کے لوگ ایسے ہی بھوکے مریں اور وہ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے چوریاں اور ڈکیتیاں کرے اگر اُن کو روزگار دیا جا رہا ہے تو اُس کو appreciate کرنا چاہئے، نہ کہ criticize کرنا چاہئے۔ میں پیپلز پارٹی کی بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے حوالہ سے کہنا چاہوں گی کہ ان کے صدر محترم نے پورے میڈیا کے سامنے کچھ چیکس distribute کئے تھے جو bounce ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام بہت اچھا جا رہا ہے جبکہ ان کا یہ پروگرام عام لوگوں تک نہیں پہنچ رہا اور اس میں بہت بڑا فراڈ کیا جا رہا ہے۔ ان کو چاہئے کہ دوسروں پر انگلی اُٹھانے سے پہلے اپنے گریبانوں میں جھانکیں، پھر کسی پر انگلی اٹھائیں یا کیچڑ اچھالیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! شکریہ

بر لبِ نازِ گل حرفِ دعا میرے لئے
اے فلک دیکھ مجھے چشمِ گوہر بار کے ساتھ

جناب سپیکر! میں اپنی بات کے آغاز میں جس چیز کو سب سے زیادہ focus کروں گی وہ administration ہے۔ کسی بھی ملک کی ترقی میں سب سے اہم administration role کا ہے اور

ہم نے یہ سُنا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب بہت زبردست administrator ہیں لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ:

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو ایک قطرہ لہو نکلا

جناب والا!جب administration کی بات ہوتی ہے تو اس کا مطلب good governance ہے اور جب good governance ہوتی ہے تو پھر خوشحالی آتی ہے۔ جب اُن کی ذاتی فیکٹریوں کی good governance اور اچھی administration ہو تو ہر چیز surplus ہے اگر صوبہ کی ہو تو surplus جبکہ ہمارا صوبہ 500۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ جنرل ایڈمنسٹریشن خواہ گھر کی ہو، صوبہ کی ہو یا ملک کی ہو ترقی کا دارومدار ایڈمنسٹریشن پر ہے۔اس کا ذمہ دار گھر کا سربراہ ہے۔ مجھے جو چیز سمجھ میں آتی ہے کہ جتنے بھی شعبہ جات یہاں بجٹ کے دوران زیر بحث آئے وہ سب کے سب اگر خسارے میں تھے یا ان پر کرپشن کا الزام تھا یا ان میں bad governance کا ذکر ہوا تو وہ صرف اور صرف ایڈمنسٹریشن کی وجہ سے ایسا ہوا۔ مجھے تو موٹی موٹی باتیں سمجھ میں آتی ہیں کہ ایک گھر کو چلانے کے لئے گھر کا سربراہ ہی اچھا ایڈمنسٹریٹر ہوتا ہے جو تین موٹی موٹی باتوں پر عمل کرتا ہے اسی طرح یہی اصول صوبہ کے سربراہ اور ملک کے سربراہ پر لاگو ہوتا ہے۔ گھر کا سربراہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کو چادر اور چار دیواری کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔آج ہمارے صوبہ کے سربراہ یہ تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہیں۔اس کے بعد جو دوسری چیز یہ آتی ہے کہ گھر کا سربراہ اپنے گھر والوں کو روٹی اور کپڑا فراہم کرے جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پیداوار کا تناسب کہیں اور جا رہا ہے اور صوبہ میں ترسیل کا تناسب کہیں اور جا رہا ہے۔ یہ mismanagement نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے بعد تعلیم اور صحت ہے۔ اگر ان تین چیزوں پر focus کر لیا جائے تو کوئی مشکل بات نہیں کہ ہم تمام مسائل پر قابو نہ پا سکیں۔

جناب والا!ضمنی بجٹ ہر دفعہ آتا ہے، یہ نہیں آنا چاہئے خواہ سابقہ دور میں آیا یا موجودہ دور میں آیا ہے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ پچھلے سال 5 کھرب 83۔ارب روپے کا سالانہ بجٹ منظور کرایا گیا تھا اور اب ضمنی بجٹ 87۔ارب روپے کا منظور کرایا جائے گا جو کل 6 کھرب 71۔ارب روپے بن گئے۔اس دفعہ 12-2011 کا بجٹ جو منظور کرایا گیا ہے وہ 6 کھرب 54۔ارب 67 کروڑ روپے ہے۔ اگر اس میں سے جمع تفریق کریں تو تقریباً 16۔ارب روپے کا فرق نکلتا ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ جو 16۔ارب روپے کا فرق ہے اسے ابھی سے آئندہ آنے والے بجٹ میں شامل کر لیا جاتا۔

جناب والا!جب ہم تمام شعبوں کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں خواتین کے issues کو سب سے کم highlight کیا گیا ہے، خواتین کا بجٹ بھی کم کیا گیا ہے اور اس دفعہ رکھے گئے بجٹ میں کاش crisis centres for women کو شامل کر لیا جاتا۔ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ یہ ایک ایسا شعبہ ہے جو کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت صوبوں کو منتقل ہو گیا ہے۔ جن خواتین پر تشدد ہوتا ہے یہاں انہیں مفت علاج ملتا ہے، ان کی counseling ہوتی ہے اور انہیں گھروں میں بسایا جاتا ہے۔ میں انتہائی عاجزی کے ساتھ درخواست کروں گی کہ اس پر نظر ثانی کی جائے۔

جناب سپیکر!میں اس کے علاوہ ایک بات اور کروں گی کہ ہماری وہ خواتین ممبران جو دور دراز علاقوں سے سفر کر کے یہاں آتی ہیں ان خواتین کے لئے پچھلے دور میں ایم پی اے ہاسٹل میں ایک floor مختص تھا۔اس دفعہ بھی خواتین deserve کرتی ہیں کہ ان کے لئے ایک floor مختص کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!شکریہ۔ یہ بحث ضمنی بجٹ پر ہے۔ سالانہ بجٹ کی بحث میں سابقہ وزیر نے ماحول کافی گرم کر دیا تھا تو اس کو ٹھنڈا کرنے کی وجہ سے میں اپنے حلقہ کی ڈویلپمنٹ کے حوالے سے تجاویز نہ دے سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب!آپ نے بھی ماحول گرم کیا تھا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں تو بس سابقہ وزیر کا جواب ہی دے رہا تھا۔ میں نے اخلاق سے گری اور ادھر ادھر کی بات نہیں کی تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!انہوں نے اشارے کئے تھے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ضمنی بجٹ پر سب دوستوں نے بات کی لیکن میں اپنے حلقہ کے متعلق تجاویز عرض کروں گا کہ سٹی شرقپور جو کہ میرے حلقہ کا main شہر ہے۔اس کے لئے Sports Complex یا Sports Gymnasium کے لئے میں ہر بجٹ تقریر میں گزارش کرتا رہا ہوں کہ اس منصوبے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ میرا شہر شرقپور شریف پرانا تاریخی اور مذہبی شہر ہے، شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے اس شہر کو انفرادیت حاصل ہے۔ سٹی شرقپور چونکہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے وہاں پر گزشتہ چھ سال سے گونگے بہرے بچوں کے لئے سپیشل ایجوکیشن کا ایک سنٹر کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے جبکہ پرانی ڈسپنسری جو کہ نو کنال رقبہ پر مشتمل ہے اس میں وافر

جگہ موجود ہے اس ڈسپنسری میں سے دو تین کنال رقبہ لے کر گونگے بہرے بچوں کے لئے سپیشل ایجوکیشن کا سنٹر تعمیر کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے جانے چاہئیں۔اسی طرح شہر کے بالکل درمیان میں پرانی ڈسپنسری کو upgrade کر کے چائلڈ ویلفیئر کا ادارہ یا Mother and Child Care Centre بنا دیا جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ شہر کے لئے ایک تحفہ ہو گا۔

جناب سپیکر! گزشتہ 24 سالوں سے شرقپور میں کمرشل کالج کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے۔اس پر میری گزارش ہو گی کہ سرکاری جگہ موجود ہے آپ اس کمرشل کالج کو B.Com تک upgrade کر کے اس کی اپنی عمارت تعمیر کی جائے کیونکہ ابھی تک چودہ مرلے کی کرائے کی جگہ میں یہ کالج چل رہا ہے جو کہ موجودہ تعداد کے لئے کافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! لاہور سے لے کر فیصل آباد تک لاہور جڑانوالہ روڈ پر 1122 یا ایمرجنسی کا سنٹر موجود نہیں ہے۔ میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش اور تجویز ہے کہ شرقپور شریف جو کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے وہاں 1122 کا ادارہ قائم کیا جائے۔اسی طرح میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے لاہور میں کرکٹ گراؤنڈ بنانے کا اعلان کیا ہے بلکہ عملی طور پر بنانے شروع کر دیئے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب کے تمام چھوٹے بڑے شہروں، ٹاؤنوں اور بڑے بڑے گاؤں میں جو سرکاری زمین میسر ہے وہاں پر کرکٹ گراؤنڈ بنانی چاہئیں کیونکہ بہت تھوڑی رقم کے ساتھ یہ بن سکتی ہیں۔اسی طرح میرے علاقہ میں لاہور کے بالکل قریب دس منٹ کی drive پر ایک پرانی آبادی ونڈالہ دیال شاہ ڈھاکہ نظام پورہ جو ملت ٹریکٹر کے گرد و نواح کا علاقہ ہے وہاں پر واٹر سپلائی کی ضرورت ہے لہذا اس حوالے سے سکیم کے لئے میری درخواست ہے۔اسی طرح ڈھاکہ نظام پورہ میں ایک BHU ہے اور ایک پولیس سٹیشن کے علاقہ میں کوئی RHC نہیں ہے اس لئے اُس criteria کو پورا کرتے ہوئے BHU کو upgrade کر کے وہاں پر RHC بنایا جائے جس کے لئے اس بجٹ میں فنڈز مختص کئے جائیں۔اسی طرح میری یہ بھی گزارش ہے کہ ڈھاکہ نظام پورہ موضع بدو اور ونڈالہ دیال شاہ کے علاقہ میں تقریباً 35 ایکڑ رقبہ متروکہ اوقاف کا ہے جو 30۔جون کے بعد حکومت پنجاب کے پاس آ جائے گا لہذا میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر کم آمدنی والے لوگوں کے لئے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنانے کا اعلان کیا جائے جو کم آمدنی والے لوگوں کے لئے ایک بہت بڑا تحفہ ہو گا۔اسی طرح میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ فیصل آباد سے لے کر ماگٹانوالہ تک بذریعہ جڑانوالہ بچیکی موڑ کھنڈا duel carriage مکمل ہو چکی ہے، اسی طرح فیض پور انٹرچینج سے لے کر ریحان والہ منڈی فیض آباد تک

32 کلو میٹر کا روڈ تقریباً مکمل ہونے کے آخری مراحل میں ہے لیکن درمیان میں missing portion جو تقریباً 13/14 کلو میٹر بنتا ہے اُس کو اس بجٹ میں مکمل کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں کیونکہ وہ منصوبہ تب ہی مکمل ہو گا جب وہ سڑک through ہو جائے گی۔ پھر یہ لاہور سے لے کر فیصل آباد تک ایک short راستہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں دو چیزوں کے حوالے سے گزارش کروں گا۔ پہلے میں اس ضمنی بجٹ پر بحث کے موقع پر وفاقی حکومت سے بھرپور مطالبہ کروں گا اور اس ایوان کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ موجودہ بجٹ میں وفاقی حکومت نے جو زرعی ٹیکس لگایا ہے یہ غریب کسانوں کے خلاف قتل عام ہے۔ میں اس ایوان اور جناب کی وساطت سے وفاقی حکومت سے بھرپور مطالبہ کرتا ہوں کہ فی الفور اس زرعی ٹیکس کو واپس لیا جائے ورنہ پنجاب کی عوام جن کے ساتھ پہلے ہی بڑی ناانصافی ہو رہی ہے، یہ اپنے حقوق چھین کر بھی لے لے گی۔ میں وفاقی حکومت سے یہ بھی مطالبہ کروں گا کہ سیاسی مقصد چھوڑیں بلکہ قومی مقصد کو مدنظر رکھیں ورنہ یہ میرا پیارا دیس پاکستان افریقہ، ایتھوپیا اور سہارا بن جائے گا۔ میں پنجاب کے نمائندہ ایوان اور جناب کی وساطت سے وفاقی حکومت کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ فی الفور کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں ورنہ یہ میرا پیارا اور سرسبز پاکستان سہارا یا ایتھوپیا بن جائے گا۔ بہت شکریہ

(اذانِ مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! اپنی بات شروع کرنے سے پہلے مجھے ایک quotation یاد آیا تھا جو میں نے جلدی سے لکھ لیا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں پیش کر دیتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: quotation یہ ہے کہ:

> "Wise Kings generally have wise Counselors and the King must be a wise man himself who is capable of distinguishing one."

ہمارے بھائی یہاں سے چلے گئے ہیں اگر انہیں سمجھ آ گئی ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، personal نہیں ہونا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس quotation کا مطلب یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب سیانے وزیر اعلیٰ ہیں اس لئے وہ اپنے ساتھ بھی سیانے مشیر رکھیں۔ یہ ہمارے اس مقدس ایوان کے ساتھ کیسا بھیانک مذاق کیا جا رہا ہے کہ پچھلے سال تقریباً 580۔ارب روپے کا ٹوٹل بجٹ تھا پھر بھی 87۔ارب روپے کا ضمنی بجٹ خرچ کر لیا گیا ہے جبکہ اس کی پہلے منظوری لینی چاہئے تھی۔ اب ہم منظوری کے بغیر یہ رقم استعمال کر لینے کے بعد اپنے اس ایوان سے منظوری لینے آئے ہیں، یہ تو سراسر زیادتی اور supremacy کے خلاف ہے۔ میں کہتی ہوں کہ ہمارے پارلیمنٹ کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے اور ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے روزنامہ ''Nation'' نے کل کے اخبار میں لکھا ہے کہ بجٹ 11-2010 سے ہٹ کر 109۔ارب روپے کے خفیہ اور بالا بالا اخراجات کئے گئے ہیں۔ بتائیں کہ یہ خفیہ اخراجات کہاں کئے گئے ہیں؟ اگر آپ 87۔ارب کو ساتھ ملاتے ہیں تو یہ تقریباً 200۔ارب روپے بنتے ہیں یعنی 200۔ارب روپے کا مذاق ہماری اسمبلی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ جس محکمہ کو بھی ضمنی بجٹ کی ضرورت پڑتی ہے مانا کہ جیسے سیلاب آیا تھا جس میں ریلیف کے لئے 7۔ارب روپے سے زائد رقم خرچ ہوئی ہے جو کہ ماننے والی بات ہے اور ہم مانتے ہیں لیکن باقی آپ بتا دیجئے کہ land revenue میں جو اس مرتبہ 37 کروڑ 5 لاکھ روپے سے زائد رقم استعمال کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میری بہت معزز ممبر نے ابھی یہاں پر بات کی تھی تو میں بتاتی چلوں کہ ٹیکسوں کی مد میں جو ریونیو generate کرنا تھا، 10-2009 کی وصولیوں کا ہدف کیا تھا۔ اس میں ہمیں 26۔ارب روپے کا نقصان ہوا تھا یعنی 26۔ارب روپے کی کمی ہوئی تھی شاید ہمارے ایڈمنسٹریٹر سستی روٹی اور تنوروں کا ہدف پورا کرنے میں مصروف تھے اور ان کا دھیان ہی نہیں تھا کہ ٹیکسوں کی مد میں ہم نے جو revenue generate کرنا ہے اس میں ہمیں 10-2009 میں 26۔ارب روپے کا نقصان ہوا۔ اب میں آپ کو recently بتاتی چلوں کہ پچھلے سال 91۔ارب روپے revenue generate ہم نے کرنا تھا لیکن 76۔ارب روپے generate کیا گیا۔ یہ ہماری کارکردگی ہے جو کہ میرے خیال میں موجودہ حکومت کی یہ صفر کارکردگی ہے۔ میں آپ کو یہ بتاتی چلوں کہ land revenue, forest، جیل، پولیس، ایگریکلچر، ریلیف اور Agriculture improvement reservations کی مد میں جتنا بھی حکومت پنجاب نے ضمنی بجٹ استعمال کیا ہے وہ اضافی ہے۔

جناب سپیکر! میں پولیس کے بارے میں آپ کو تھوڑا سا بتاتی چلوں کہ پٹرولنگ پولیس کو چودھری پرویزالہیٰ صاحب کے دور میں 2ہزار روپے ماہانہ دیئے جاتے ہیں جو کہ withdraw کر لئے گئے جبکہ ان کی تنخواہوں میں بھی کمی کر دی گئی۔ایک طرف پولیس کے لئے اتنا ضمنی بجٹ لیا جارہا ہے اور پٹرولنگ پولیس کی تنخواہ کم کی جارہی ہے تو یہ کون سی منصوبہ بندی ہوئی ہے بلکہ یہ تو بالکل انہوں نے ایک bad financial management کا مظاہرہ کیا ہے۔نہایت ادب کے ساتھ میں یہ بتاتی چلوں کہ کارکردگی ہمیشہ incentive سے منسلک ہوتی ہے اور جب ہم incentive واپس لے لیتے ہیں تو کارکردگی کلی طور پر صفر ہو جاتی ہے اور میں یہی مثال آپ کو آگے دیتی چلوں کہ انہوں نے جو ضمنی بجٹ محکمہ جنگلات نے لیا ہے۔ میری تجویز ہے کہ جو محکمے ضمنی بجٹ لینا چاہتے ہیں یا جو پیسا خرچ کرنا چاہتے ہیں وہ ضرور کریں لیکن جس محکمہ کو ضرورت ہے وہ اپنی سٹینڈنگ کمیٹی سے منظوری کرائے اور پھر وہ بجٹ allocate کیا جائے۔ میری یہ درخواست ہے اور میں یہ چاہتی ہوں کہ میری طرف سے یہ لکھا جائے کہ یہ ضرور ہونا چاہئے تاکہ بیٹھی ہوئی بیوروکریسی جو کہ ہماری supremacy پر command کر رہی ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔ بیوروکریسی میں چھپے ہوئے ایسے عناصر ہیں جو ائیر کنڈیشنڈ ماحول میں بیٹھ کر اپنی من مانی کے ساتھ بے تحاشا خرچ کر رہے ہیں اور وہ بے نقاب ہوں۔ میری یہ درخواست ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں سے ان کے ضمنی کی منظوری کرائی جائے اور اس کے بعد allocate فنڈ کیا جائے۔ اس طریقے سے ہماری پارلیمنٹ کی supremacy بھی قائم رہے گی اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بھی in power کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! وقت چونکہ کم ہے تو میں conclude کر دیتی ہوں۔ابھی روزنامہ "نیشن" کی خبر کا ذکر کرتے ہوئے کہوں گی کہ اس خبر کی حکومت کی طرف سے ابھی تردید نہیں کی گئی جس پر میں چاہتی ہوں کہ اس مرتبہ حکومت اس مقدس ایوان کو چکر دینے میں پھر کامیاب ہو گئی ہے کیونکہ حکومت کی یہ چکر بازی تین سالوں سے چلتی آرہی ہے اور اس بار پھر وہ کامیاب ہو گئی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے آج مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا کہ میں عوام کی ضروریات کو بھی سامنے لاؤں اور آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب کو بھی اپنی ادنیٰ سی رائے دے سکوں۔

جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کی اپوزیشن کی ایک ادنیٰ سی ممبر ہونے کے ناتے اور باعث فخر سمجھتی ہوں کہ میں پنجاب اسمبلی میں 8کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہی ہوں کہ میں آج اپوزیشن میں ہوں اور ممبر ہونے کے ناتے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی اجازت چاہوں گی۔ مجھے آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے کچھ informations چاہئیں تھیں کہ 87۔ارب روپے جو مجھے سمجھ آتی ہے کہ جو خرچ ہو چکا ہے اور جس کے بجٹ کی منظوری لی جارہی ہے تو وہ کہاں سے آیا ہے اور کیسے آیا ہے؟ ایک تو مجھے وزیر خزانہ صاحب سے آپ کے توسط سے معلوم کرنا ہے کہ میرے علم میں ممبر ہونے کے ناتے ہونا چاہئے کہ یہ کیسے آیا؟ میں نے کتاب میں پڑھنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے وہاں پر اس چیز کا کوئی اضافی علم نہیں ملا۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گی کیونکہ اس ساری چیز کو دیکھتے ہوئے کہ آپ کے 2011-12 کے white paper on the budget جو کہ بجٹ کا نچوڑ ہوتی ہے جس میں ہر چیز بڑی واضح لکھی جاتی ہے جس کے متعلق میں ایک شعر بھی کہوں گی کہ :

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

جیسے میں نے پچھلی تقریر میں کہا تھا کہ اعداد و شمار کی غلطیاں اور دوسری چیزیں ریاست کو کمزور کرتی ہیں اور ریاست جو ہے وہ عوام پر ہے اور جمہوریت کو کمزور کرتی ہے۔ جمہوریت کا نام عوام کی آواز ہے۔ اگر عوام کی آواز ہے تو عوام کی طاقت کے ساتھ آج ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں جہاں ٹرانسپورٹ کا 2010-11 کا بجٹ approve ہوتا ہے کیونکہ وقت کم ہے تو ٹرانسپورٹ کا بجٹ 1190 ملین روپے جبکہ اسے revised allocation کیا جارہا ہے انہی کتابوں میں یعنی 2010-11 میں کچھ مہینوں کے بعد 233 ملین روپے اور اب آکر پھر اسے 7300 ملین روپے رکھا جارہا ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ 1190 ملین روپے رکھا گیا تھا اور revise کر کے 233 ملین روپے کر دیا گیا تو یہ اوپر نیچے ہونے والے پیسے میرے خیال میں شاید 87۔ارب روپے انہی پیسوں میں سے لیا گیا ہے یا پھر مجھے وزیر خزانہ آپ کے توسط سے مجھے بتادیں کہ 87۔ارب روپے خرچ ہونے والے کہاں سے لئے اور کہاں سے allocate ہوئے؟

جناب سپیکر! جب ایک بجٹ رکھا جاتا ہے جس میں ہمارے ممبران کی نمائندگی ہوتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ایوان کی نمائندگی کرتے ہوئے اس بجٹ کو منظور کریں تو اس دوران اپوزیشن اپنا کردار ادا کرتی ہے جبکہ حکومت اپنا کردار ادا کرتی ہے اور ہماری انتظامیہ، میڈیا، آپ، آپ کی قابل احترام Chair

بھی اپنا اپنا کردار ادا کرتی ہے تو ان سب کی رائے کا خیال کرتے ہوئے، اس ایوان کے تقدس کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں جب بھی revised allocation کرنی ہو تو میرا خیال ہے کہ ان ساری چیزوں کو اس ایوان میں لانا چاہئے جہاں ایوان کی رائے لے کر اسے منظور کرنا چاہئے۔ چونکہ ہماری آبادی پہلے ہی 5 کروڑ سے زیادہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ وہاں پر اگر ہم ٹرانسپورٹ کا 1190 ملین روپے سے زائد کا بجٹ رکھتے ہیں جس میں سے صرف 233 ملین روپے کی allocation کر دیتے ہیں تو ہمارے غریب عوام خاص طور پر ہماری خواتین اور بالخصوص بچیاں، عالمی دنیا میں ہر جگہ خواتین کا بہت احترام کیا جاتا ہے لیکن جب میں دیکھتی ہوں کہ ایک عورت ہونے کے ناتے کہ ہماری معصوم اور جوان بچیاں جو کہ ہمارے ملک کی عزت ہیں جن کے متعلق بابائے قوم نے بھی کہا ہے کہ ہم مسلمان ہونے کے ناتے ان کے سر پر ہاتھ اور چادریں رکھیں کیونکہ اس ایوان کی ذمہ داری ہے اور ہم سب کی ذمہ داری ہے تو ان ساری چیزوں کو دیکھتے ہوئے کہ ایک پڑھی لکھی معصوم بچی جب یونیورسٹی کی گاڑی کے لئے روڈ پر دھکے کھا رہی ہوتی ہے تو اسے جن نظروں سے دیکھا جاتا ہے، عالمی دُنیا میں ہر جگہ خواتین کا احترام کیا جاتا ہے لیکن جب میں دیکھتی ہوں کہ ایک عورت ہونے کے ناتے کہ ہماری معصوم اور جوان بچیاں جو کہ ہمارے ملک کی عزت ہیں ان سب کو دیکھتے ہوئے اگر آپ نے 7300 ملین روپے ابھی اس بجٹ میں رکھا ہے تو میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے assurance چاہوں گی کہ یہ 7300 ملین روپے ہی رہنے دیجئے گا کیونکہ غربت بڑھ چکی ہے اور ٹرانسپورٹ مرد و خواتین کی تمیز کئے بغیر سب کے لئے بہت ضروری ہے۔ میری انتہائی مودبانہ گزارش ہے کہ خاص طور پر خواتین کے لئے ٹرانسپورٹ کو اس بجٹ میں واضح کر کے زیادہ سے زیادہ حق دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ پر بات کرنے سے پہلے ایک بات کرنا چاہوں گی کہ ابھی میرے معزز بھائی میاں نصیر احمد صاحب نے پرائیویٹ سکولوں کے بارے میں بات کی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں زیادہ پوائنٹ یہی اٹھایا تھا کہ پرائیویٹ سکولز ایک تفریق پیدا کر رہے ہیں اور اگر ان کا سدباب نہ کیا گیا تو شاید آنے والے وقت میں بہت مشکل حالات ہو جائیں گے تو میری آپ سے دوبارہ گزارش ہے کہ دو، دو اڑھائی مرلہ کی عمارتوں اور گھروں میں سکول بچوں کی جسمانی نشوونما کو متاثر کر رہے ہیں، بڑھتی ہوئی فیسیں والدین کی پہنچ سے باہر ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جس پر میں نے کئی مرتبہ تحریک التوائے کار جمع کرائی جسے ہمیشہ 83-C لکھ کر reject اور

disallow کر گیا کہ پرائیویٹ سیکٹر کے کالج، یونیورسٹیاں اور خاص طور پر سکولز جن کا تعلق غیر ممالک سے ہے وہ وہاں پر اس کلچر کو فروغ دے کر ہماری نوجوان نسل کو تباہ کر رہے ہیں اور وہاں کا ماحول کسی صورت اس قابل نہیں ہے کہ وہ سکول اور وہاں کا ماحول اسلامی جمہوریہ پاکستان کے رہنے والوں کے لئے ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت کے اقدامات عام عوام کے لئے ہیں اور عام عوام کو ریلیف دینے کے لئے ہیں، بالخصوص جو وزارتیں اور محکمے صوبوں کو منتقل ہو رہے ہیں ان کا ایک الگ بوجھ ہے لیکن اس کے باوجود عام لوگوں کی تنخواہوں میں اضافہ بالخصوص ڈاکٹروں کی تنخواہوں میں اضافہ قابل ستائش اقدام ہے لیکن میں یہ بات کہوں گی اور رائے دینا چاہوں گی کہ جو ڈاکٹروں کی تنخواہ میں کیا گیا اضافہ یقیناً ایک احسن قدم ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ، میں نے اس حوالے سے ایک قرارداد بھی پیش کی ہوئی ہے کہ ڈاکٹروں سے ایک bond fill کرانا چاہئے جس میں وہ اس بات کے پابند ہوں کہ جب وہ اپنی تعلیم مکمل کر لیں تو کم از کم 10 سال کسی بھی سرکاری ہسپتال میں job کریں گے۔ میں یہ بات اس لئے کر رہی ہوں کہ میرے علم میں ہے کہ حکومت کا 30 سے 40 لاکھ روپیہ ایک ڈاکٹر کی تعلیم پر خرچ ہوتا ہے لیکن عموماً ڈاکٹر اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کسی اور محکمہ کو join کر لیتے ہیں یا خواتین ڈاکٹر شادی کے بعد practice چھوڑ دیتی ہیں جس سے حکومت کا تو خرچہ ہوتا ہے لیکن ان کا کام حکومت کے کسی فائدے میں نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں غیر ترقیاتی اخراجات میں 12 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ ترقیاتی اخراجات میں 14 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جو کہ بہت اچھا عمل ہے کیونکہ ترقیاتی اخراجات میں اضافے سے روزگار کے مواقع بڑھیں گے۔ وزیر اعلیٰ house کے اخراجات میں نمایاں کمی کی گئی ہے جو کہ ایک بہتر قدم ہے اور وزرا کی تنخواہوں میں 25 فیصد کٹوتی ایک مثال ہے اور یقیناً یہ ہمارے اخراجات میں کمی کا سبب بنے گی لیکن اس کا موازنہ ساتھ ہی وفاقی حکومت کے ایوان صدر اور ایوان وزیر اعظم کے ساتھ کروں گی۔ ایوان صدر اور ایوان وزیر اعظم کے جو اخراجات ہیں ان میں تقریباً 55 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ وفاقی حکومت پنجاب حکومت کی management کو، پنجاب حکومت کو بگاڑنے کے لئے اور اس کو ناکام بنانے کے لئے جو اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے ان میں ایک گیس کی بندش، بجلی کی لوڈشیڈنگ اور پٹرول کی قلت ہے۔ حکومت پنجاب کو اس پر بھرپور احتجاج کرنا چاہئے اور انقلابی اقدامات کرنے چاہئیں۔ ہم وفاق سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ پنجاب حکومت کو ناکام بنانے کے لئے اس قسم کے

اوچھے ہتھکنڈے استعمال نہ کرے جن سے نقصان عوام اور پاکستان کا ہو۔اس سلسلہ میں پنجاب حکومت نے توانائی کے وسائل خود پیدا کرنے کے لئے 550 میگاواٹ کا پراجیکٹ شروع کیا ہے یہ ایک بہتر قدم ہے۔یہ بجلی پانی سے پیدا کی جائے گی کیونکہ جو بجلی پانی سے پیدا کی جاتی ہے وہ تقریباً ایک روپے فی یونٹ میں پڑتی ہے جبکہ جو بجلی پٹرول یا ڈیزل سے پیدا کی جاتی ہے وہ ہمیں 15 سے 17 روپے فی یونٹ میں پڑتی ہے۔اس کے ساتھ میں وفاقی حکومت کی بدنیتی کا یہاں ایک اور ذکر کرتی چلوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت جو وزارتیں اور محکمے صوبوں کو منتقل کئے گئے ہیں ان میں سے صرف ان محکموں کی ذمہ داری صوبوں کو منتقل کر دی گئی ہے جن میں زیادہ کام ہے لیکن وہ وزارتیں، وہ محکمے جن کے ساتھ مالی وسائل بھی وابستہ ہیں انہیں صوبوں کو منتقل کرنے میں بے جا رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔اس کی مثال EOBI ہے جہاں پر اربوں روپے کے فنڈز ہیں لیکن ایسے محکمے صوبوں کو منتقل کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔میں آخر میں روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والوں کی بات کروں گی۔ان کا مقصد روٹی، کپڑا اور مکان دینے کا نہیں بلکہ اب ان کا مقصد روٹی، کپڑا اور مکان چھیننے کا بن گیا ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے قائد وہ واحد لیڈر ہیں جو لوگوں کو روٹی، کپڑا اور مکان فراہم کر رہے ہیں۔سستی روٹی، مکینیکل تنور، آشیانہ اور جناح کالونی کی صورت میں یہ projects سامنے آئے ہیں اور اس طرح کے projects آئندہ بھی شروع ہوتے رہیں گے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب محمد حفیظ اختر چودھری!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔غرور اور غفلت کا نشہ شراب سے زیادہ ہوتا ہے، جو اس نشے میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ اتنی جلدی ہوش میں نہیں آتا۔یہ حضرت علی کا قول ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا پھر موقع فراہم کیا ہے۔اس ضمنی بجٹ کا جب آغاز ہوا تو نولاٹیا صاحب نے اس بارے میں بڑی تفصیل اور facts and figures کے ساتھ بات کی۔اپوزیشن کی طرف سے جو بھی تجاویز آئیں اگر ان پر proper طریقے سے implement کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس کی ایک بہت اچھی روایت بن جائے گی۔آج ہمارے اس معزز ایوان میں تمام معزز ممبران نے اپنی اپنی تجاویز دیں لیکن آج تک ہماری روایات تبدیل نہیں ہو سکیں۔کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے کسی ممبر نے بجٹ پر کوئی تنقید کی ہو یا اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران نے کبھی ان کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا ہو۔میں نے اُس وقت بھی یہ عرض کی تھی کہ

ہماری یہ روایات تبدیل ہونی چاہئیں، ہمیں اچھے کاموں کو appreciate کرنا چاہئے اور جن پر اصلاح ہو سکتی ہے اس پر تنقید کا حق معزز ممبران کو ہے۔

جناب سپیکر! آج بھی زرعی گریجویٹ پر ہمارے معزز ممبران نے بات کی ہے۔ میں نے اُس دن بھی اِس کے facts and figures آپ کو بتائے تھے کہ اعداد و شمار کے جادوگروں نے جس کو دو ہزار پلاٹوں کا کہا گیا کہ ہم نے یہ زرعی زمین دی ہے وہ اصل میں 1558 لوگوں کو رقبے دیئے گئے تھے جس میں عملی طور پر 683 پلاٹ اور رقبے دیئے گئے باقی تمام کیسوں میں وہ لوگ بھگت رہے ہیں۔ میں نے اُس وقت بھی عرض کی تھی کہ 1975-07-06 کو شہید ذوالفقار علی بھٹو قائد عوام جو اس وقت پرائم منسٹر تھے یہ ان کا کارنامہ تھا کہ انہوں نے زرعی گریجویٹ کو ایک professional کے at par کیا۔ اس کے بعد یہ دوسرا موقع تھا جب میاں محمد شہباز شریف نے زرعی ماہرین کو acknowledge کرنے کے لئے سارے اقدامات کئے۔ ان کا ایک vision تھا، ایک سکیم تھی جس کے مطابق زرعی ماہرین کو رقبے الاٹ کئے گئے، اس میں hurdle کہاں ہے؟ میری التجا ہے کہ آج بھی ہم نے اس بجٹ میں تین ہزار زرعی graduates کو زرعی رقبے دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ تین ہزار بھی صرف figure کی حد تک رہ جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو لوگ بھی hurdles create کرتے ہیں ان کا احتساب بھی ہونا چاہئے۔ میں نے دوسری بات یہ کی تھی کہ زرعی ماہرین جن کی وجہ سے آج ہمارا ملک خودکفالت کی طرف گامزن ہے ان لوگوں کا استحصال ہو رہا ہے تو اس پر میں وزیر زراعت ملک احمد علی اولکھ صاحب کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس پر فوری طور پر ایکشن لیا اور اس کام کو initiate کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج میں منسٹر صاحب کی موجودگی میں آپ کی وساطت سے التجا کرتا ہوں کہ اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس کو probe کرکے رپورٹ آپ کو دے۔ وہ کمیٹی دیکھے کہ four tier system کو implement کیوں نہیں کیا جا رہا ہے، جو ملازمین کنٹریکٹ پر ہیں ان کو ریگولر کیوں نہیں کیا جا رہا ہے اور جو بیس بیس، پچیس پچیس سال سے زراعت میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ان کا استحصال کیوں کیا جا رہا ہے؟ میں اس ضمنی بجٹ پر زیادہ بحث نہیں کروں گا کیونکہ اس پر ہمارے بہت سے معزز ممبران اپنی اپنی تجاویز دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر! آج ہمیں good governance پر یہ چیز واضح ہو جانی چاہئے کہ اگر چیف منسٹر ہر چیز کو crystal, clear اور میرٹ پر دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر اس میں رکاوٹ کہاں پر ہے، کیا اس

میں ہماری بیوروکریسی رکاوٹ بن رہی ہے یا کوئی اور لوگ رکاوٹ بن رہے ہیں؟اس پر ہمیں ضرور غور کرنا چاہئے۔ آج کا اخبار "نجات" میرے پاس ہے جس میں PIA Cooperative Housing Society کاایک بہت بڑاسکینڈل چھپاہے جس پر جعلی دستخطوں سے100اور200کے قریب پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ دستخط میرے نہیں ہیں،06-07-2007 کو Administrators ہٹائے گئےاس کے بعد پھر جعلی ووٹروں کااندراج اوران کی تفصیل اس اخبار میں دی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ پھر elect ہوئے اور elect ہونے کے بعد انہوں نے جعلی دستخطوں سے PIA Cooperative Housing Society کے کروڑوں روپے مالیت کے پلاٹ اپنے من پسند بندوں کو الاٹ کر دیئے۔ یہ ہماری good governance پر ایک دھبہ ہے۔ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اس معاملہ پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنانی چاہئے تاکہ جو لوگ اس میں ملوث ہیں ان لوگوں کے چہروں کو بے نقاب کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سردار اطہر حسن خان گورچانی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ عارفہ خالد پرویز!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں To the point, facts and figures کے ساتھ اپنی تقریر پہلے کر چکی ہوں۔ آپ نے مجھے موقعہ دیا بہت شکریہ۔ اگر کچھ انگلش کے words use ہو جائیں تو آپ کی اجازت چاہئے۔

جناب سپیکر! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ کچھ لوگ private schools کے خلاف بات کس وجہ سے کر رہے ہیں۔ I just don't understand where are we heading to مجھے تو یہ پتا ہے کہ پوری دنیا میں پرائیویٹ سکولوں کا ایک سسٹم ہے جو parallel چلتا ہے وہ اپنا standard maintain کرتے ہیں، اپنی مرضی سے لوگ سکولوں میں بچوں کو داخل کراتے ہیں۔ اگر ہم پرائیویٹ سکولوں کے اس سسٹم کو تنقید کا نشانہ بنائیں گے تو

Are we really not looking at our own faults. I mean, we have to improve our own Government Schools. We have to bring them to that level

جہاں پر پرائیویٹ سکول اگر اپنا role غلط انجام دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں امریکہ کی ایک مثال دوں گی کہ امریکن پالیسیاں چاہے ہماری پالیسیوں کے خلاف ہوں But Americans are a very good nation. They are beautiful people میں ان کے بارے میں ایک بات ضرور کہوں گی کہ امریکن پبلک سکولوں میں ہر گز ایسی کوئی چیز نہیں پائی جاتی کہ جس سسٹم کو ہم ایجوکیشن میں کئی بار follow کرتے ہیں۔آپ مجھے بتائیں کہ کہاں پر ایسا کیا جاتا ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کو تباہ کیا جائے اور ان پبلک سکولوں کو improve نہ کیا جائے ؟ ہمارا کام اس وقت اپنے پبلک سکولوں کو improve کرنا ہے نہ کہ sleeveless shirts کو ایوان میں criticize کرنا ہے اور نہ ہی چہروں کو بے نقاب کرنا ہے۔ I don't think this is our agenda here I don't think we can go hundred years back. ہم اپنے معاشرے کو پیچھے نہیں لے جا سکتے، یہ ہمارے ہر گھر کے اندر ایک تربیت ہونی چاہئے، شرم اور حیا کی تربیت ہونی چاہئے کیونکہ اسمبلی کے floor پر آکر ایسی باتیں کرنا کہ ایسا لباس کیوں پہنا جاتا ہے اور ویسا لباس کیوں پہنا جاتا ہے ؟ I just don't understand this. میرے خیال میں یہ جو باتیں ہیں یہ انتہائی دقیانوسی باتیں ہیں اور ان کی اسمبلی کے ایوان میں کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت رفعت ڈار صاحبہ بیٹھی ہوئی ہیں ان کے شعر کا جواب دینا یاد آگیا ہے تو میں عرض کرتی ہوں کہ:

پتھرو آج میرے سر پر برستے کیوں ہو
ہم نے تم کو بھی محبت کا خدا سمجھا ہے

جناب سپیکر! یہ لوگ تین سال تک ہمارا ساتھ دیتے رہے اور یہ تین سال تک ہمارے ساتھ شیر و شکر کی طرح شامل رہے۔آج کس منہ سے criticize کرتے ہیں ایسی بات کرنے سے پہلے تھوڑا سا آئینہ دیکھ لینا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

Atleast ہم تو ان کو criticize کرتے وقت سوچتے ہیں کہ اگر ہم نے فیڈرل گورنمنٹ میں ساتھ دیا ہوتا تو آج ہم ہر گز discuss نہ کرتے کہ UN Charter کے مطابق 4 فیصد بجٹ ایجوکیشن میں جانا چاہئے اور باقی صوبے 2 فیصد کے قریب بھی نہیں پہنچے۔آج ہم ہر گز discuss نہ کرتے کہ ہمارا GDP 2.5 پر چلا گیا ہے، آج ہم ہر گز discuss نہ کرتے کہ single digit میں fall کرنے کی بجائے 27 فیصد پر انہوں نے ملک کے لئے مسئلہ کھڑا کر دیا۔ ہماری criticize کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان

کا پہلے دن سے ساتھ نہیں دیااور ہم نے خود منسٹریاں چھوڑیں لیکن آپ نے نہیں کہاکہ منسٹریاں چھوڑ کر جایئے لیکن یہ بات besides the point ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ ایجوکیشن کو mess up نہ کریں، چاہے وہ ہماری پارٹی کے لوگ ہیں یا چاہے کوئی اور ہیں۔ We have to bring a very good syllabus. We have to make suggestions. What a province wants? We want to improve our budget in English پنجابی اور اردو that is beside the point. اس کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کے دماغ کو ہم نے کیسے educate کرنا ہے، کیا ہمارے پاس Do we have a enough councilor? Who can see کون سا بچہ اور اس کا attitude کیا ہے اور آج تک کسی بچے کا attitude ہی نہیں دیکھا گیا کہ وہ کس چیز میں accelerate کر سکتا ہے؟ ان کو ایک دھکا start گاڑی میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ یہ دنیا کس طرف جا رہی ہے، We have to evaluate. We have to see these things and we have to cut our budget and we have to make or جو بھی ہم provision کر رہے ہیں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ اس قسم کی ذاتی discussion سے ہم کب باز آئیں گے۔ بہت شکریہ

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، جناب محمد محسن خان لغاری سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

پرائیویٹ سکولوں میں فیس کی ادائیگی کے حوالے سے معاملے پر غور کے بارے میں خصوصی کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"To consider the issues of paying fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA(PP-155)

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"To consider the issues of paying fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA(PP-155)

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"To consider the issues of paying fee in private educational institutions raised by Mian Naseer Ahmad MPA(PP-155)

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میاں محمد رفیق صاحب!

ضمنی بجٹ بابت سال 11-2010 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ یہاں پر good governance، ایڈمنسٹریشن اور سیاسی اور معاشی بدحالی کے حوالے سے باتیں ہوئی ہیں تو میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ دیکھا یہ جائے کہ یہ تمام خرابیاں اور برائیاں کس وجہ سے ہیں؟ وہ اسی وجہ سے ہیں کہ ایک اقلیت حکمرانی کر رہی ہے جو ملک کی کل آبادی کا پانچ فیصد حصہ ہے۔ ایوانوں کے اندر خواہ وہ صوبائی اسمبلیاں ہیں یا وہ پارلیمنٹ ہے اس میں جاگیردار، سرمایہ دار اور صنعتکار ہیں۔ عام لوگوں میں سے کتنے لوگ ان اسمبلیوں میں جاتے ہیں؟ اس لئے یہ طبقات محروم رہتے ہیں۔ میں آپ سے گزارش یہ کروں گا کہ ذرا اس پر توجہ فرمائیے کہ ایک بہت census کی رپورٹ کاشتکاروں کے حوالے

سے ہے جو میں پیش کر رہا ہوں کہ ایک ایکڑ یا کم کے مالک 3لاکھ 83ہزار 3سو 91لوگ ہیں، ایک ایکڑ سے اڑھائی ایکڑ کے مالک 9لاکھ 37ہزار 5سو 12لوگ ہیں ،اڑھائی ایکڑ سے پانچ ایکڑ کے مالک 8لاکھ 44ہزار 2سو 19لوگ ہیں، پانچ ایکڑ سے ساڑھے سات ایکڑ کے مالک 5لاکھ 97ہزار 8سو 63لوگ ہیں اور ساڑھے سات ایکڑ سے ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالک 5لاکھ 36ہزار 8سو 55لوگ ہیں، اسی طرح سے 25ایکڑ سے 50ایکڑ تک کے مالک ایک لاکھ 48ہزار 7سو 87لوگ ہیں، پچاس ایکڑ سے ایک سو ایکڑ تک کے مالک 36ہزار 7سو 13لوگ ہیں ،100ایکڑ سے 150ایکڑ تک کے مالک 5ہزار 6سو 64لوگ ہیں، 150ایکڑ سے زیادہ کے مالک صرف 4ہزار 9سو 8لوگ ہیں۔ ایک ایکڑ سے لے کر 150ایکڑ سے زائد تک کے کل مالک صرف 38لاکھ 64ہزار 68لوگ ہیں ۔ یہ ہمارے کاشتکاروں کی حالت ہے جو دیہاتوں میں 75فیصد آباد ہیں اس میں چھوٹا کاشتکار، بڑا کاشتکار ہے اور باقی ملوں کے مزدور، کارخانوں کے مزدور اور بھٹہ مزدور، قالین بانی کے مزدور کو اس میں شامل کریں تو 95فیصد لوگ بنتے ہیں۔ ان 95فیصد اکثریت پر ایک اقلیت حکمرانی کرتی ہے اس لئے کہ 95فیصد آبادی کا کوئی نمائندہ ہے اقتدار میں، اختیارات میں اور نہ ہی ملک وقوم کے وسائل میں اس لئے اس ملک کے حالات کبھی نہیں سدھر سکتے جب تک ایک نئے ایوان کا اضافہ نہ کیا جائے۔ میں آپ کے توسط سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جیسے England میں House of Lords موجود ہے، اس ایوان کو بھی House of Lords بنادیا جائے جس میں جاگیر دار، سرمایہ دار، ٹیکنوکریٹ، صنعت کار یہ طبقات ہوں اور باقی کا جو طبقہ ہے کھیت کے مزدور، کسان وغیرہ ان کے لئے House of Commons بنایا جائے۔ یہ جو نئی اسمبلی بن رہی ہے وہ House of Commons پر مشتمل ہو جس میں صرف کسان اور مزدور ہوں، اس میں ریڑھی بان، چھابے والا، چھوٹا دکاندار یہ 95فیصد لوگ بنتے ہیں اور جب تک یہ طبقاتی نمائندگی پر مشتمل ایوان نہیں ہوں گے اس وقت تک کوئی خرابی دور نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو کرپشن پولیس کی ہے اس میں جب تک accountability نہیں کریں گے یہ ٹھیک نہیں ہو گی۔ اگر تھانے میں کرپشن ہے تو ایس ایچ او کو accountable بنایا جائے، اگر ایس ایچ او بھی کرپٹ ہے تو ڈی پی او کو accountable بنایا جائے، اگر ڈی پی او بھی کرپٹ ہے تو آر پی او کو accountable بنایا جائے، اگر آر پی او بھی کرپٹ ہے تو آئی جی کو accountable بنایا جائے۔ اسی طرح محکمہ مال میں اگر پٹواری کرپٹ ہے تو تحصیلدار کو accountable بنایا جائے، اگر تحصیلدار بھی کرپٹ ہے تو ڈی ڈی او(آر) یا اے سی کو accountable بنایا جائے۔ اسی طرح سے ڈی سی کو accountable بنایا جائے، کمشنر کو

accountable بنایا جائے حتیٰ کہ بورڈ آف ریونیو کے SMBR کو بھی accountable بنایا جائے۔اسی طرح سے جو دیگر محکمے ہیں ان کے سیکرٹریز کو بھی accountable بنایا جائے۔جب تک accountability نہیں کی جائے گی، کسی کو accountable نہیں بنایا جائے گا تو یہاں پر کرپشن ختم نہیں ہو سکتی، یہاں پر good governance نہیں آ سکتی۔یہ مافیا جو ہے کمیشن کا مافیا، مہنگائی کا مافیا، یہ تو حکومتوں کے اندر بیٹھا ہے خواہ وہ صوبائی حکومتیں ہیں یا مرکزی حکومتیں ہیں جب تک یہ کرپشن کا مافیا، قبضہ گروپ مافیا، مہنگائی مافیا جو ہے اس کا خاتمہ نہیں ہو گا اس وقت تک good governance نہیں آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آخر میں مجھے ایک شعر پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شعر ضرور پڑھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے ایک روز پہلے بھی یہ عرض کی تھی کہ 20 کروڑ کی آبادی میں کھیتوں کی زمین کے کل کتنے مالک ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ شعر تو نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میں نے شعر پڑھنا ہے۔صرف ایک ایکڑ تا اڑھائی سو ایکڑ سے زائد تک کے کل مالک 38 لاکھ 64 ہزار 68 ہیں۔یہ حالت ہمارے کھیت مزدور اور کسان کی ہے۔یہ وہی کسان ہے جس کے بارے میں مجید امجد نے یہ کہا تھا کہ:

راج محل کے باہر، سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی انی، فولاد کے پنجے،
گھومتے پہیے، کڑیل باہیں
کتنے لوگ ہیں جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں
سکھ کی سیجیں
لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پییں اور پھول کھلائیں

یہ وہ کاشتکار ہے جو امن کے زمانے میں اپنے ہل کی اَنّی سے دھرتی کا سینہ چیر کر غلہ اگاتا ہے اور جنگ کے زمانے میں اسی ہل کی اَنّی کو تلوار بنا کر اپنے ملک و قوم کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ اقتدار سے بھی محروم ہے، اختیارات سے بھی محروم ہے، ملک کے وسائل سے بھی محروم ہے، خدارا جب تک یہاں پر طبقاتی نمائندگی پر الیکشن نہیں ہوں گے، ایوان میں ان طبقوں کے نمائندے نہیں آئیں گے اس وقت تک کوئی اصلاح نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب winding up speech کے لئے وزیر خزانہ کامران مائیکل صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بحث کر لی ہوئی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بس ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب پوائنٹ آف آرڈر رکھا ہی نہیں ہوا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے۔ ایک منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ صاحب سے ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بات کر لی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اب یہ بتائیں گے کہ ضمنی بجٹ مجبوریوں کا نام ہے اور یہ مجبوریاں بتائیں گے کہ یہ کیوں خرچ کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: No, this is not a point of order. آپ تشریف رکھیں۔ جی، کامران مائیکل صاحب!

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): شکریہ

کون روک سکتا ہے خوشبوؤں کی راہوں کو خار دار تاروں سے
صبح چھپ نہیں سکتی اَبر کے حصاروں سے

جناب سپیکر! میں بے حد مشکور ہوں آپ کا بھی اور اس معزز ایوان کے تمام ممبران کا جنہوں نے ضمنی بجٹ پر بحث کے دوران اپنی سیر حاصل تجاویز سے نوازا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں پر معزز ممبران کی طرف سے ضمنی گرانٹ کو کم رکھنے پر زور دیا گیا وہاں پر یہ تجویز بھی سامنے آئی کہ اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو مؤثر بنایا جائے۔ حکومت نے اس ضمن میں بے شمار عملی اقدامات کئے ہیں جن کا ذکر میں اپنی بجٹ تقریر اور بجٹ کی winding up speech میں بھی کر چکا ہوں۔ جہاں تک ضمنی گرانٹ کے اجراء کے طریق کار کا تعلق ہے، محسن لغاری صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 124 میں وہ درج کیا گیا ہے اور ناگزیر حالات میں ہی پیش کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مالی سال 11-2010 کے جاری اخراجات کے حوالے سے جو ضمنی گرانٹس جاری کی گئیں ان کا اجراء مجبوراً کیا گیا کیونکہ ایسے ناگزیر حالات پیدا ہو گئے تھے جن کی وجہ سے ان گرانٹس کا اجراء کرنا پڑا اور ضمنی بجٹ کی منظوری کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگلے مالی بجٹ کی تجاویز کے ساتھ اسمبلی میں پیش کر دیا گیا ہے اور یہاں پر تمام معزز ممبران خواہ ان کا تعلق Treasury Benches سے ہے یا Opposition Benches سے سب کو موقع ملا اور سب نے اس بحث میں سیر حاصل حصہ لیا۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مالی سال 11-2010 جو ہمارا current budget ہے اس میں جاری اخراجات کے لئے 386.786۔ ارب روپے رکھے گئے تھے اور مالی سال کے آغاز کے بعد ہی کچھ رقم اس لئے مختص کی گئی جن کا تخمینہ جات بعض معروضی حالات کی وجہ سے اس وقت کے بجٹ میں شامل نہیں کیا گیا تھا اور دوران مالی سال 11-2010 میں سیلاب زدگان کی بحالی اور ریلیف کے لئے مختلف مرحلوں میں یہ فنڈز بذریعہ ضمنی گرانٹس جاری کئے اس کے علاوہ مالی سال 11-2010 میں تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ ہوا، پنشن میں 15 سے 20 فیصد اضافہ ہوا اور 15 فیصد اضافہ ہمارے سول ملازمین اور Pensioners کے لئے میڈیکل الاؤنس کی مد میں منظور کیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مزید برآں گریڈ 1 تا 16 تک کے تمام ملازمین کے لئے میڈیکل الاؤنس میں 100 فیصد اضافہ کیا گیا تھا۔ ابتدائی تخمینہ جات میں اس رقم کو مختص نہیں کیا گیا تھا یہ اضافی بوجھ بھی ہمیں برداشت کرنا پڑا، یہی وجہ

ہے کہ رواں مالی سال میں ان مدات میں اضافی فنڈ دیئے اور 11-2010 میں 25.613۔ارب روپے مختص کئے گئے۔

جناب سپیکر! ان فنڈز کو مالی سال 11-2010 کے تخمینہ جات کے اندر ماسوائے 70 کروڑ کی savings سے adjust کیا گیا۔ اب معمولی اضافہ کے ساتھ مالی سال 11-2010 کے نظر ثانی شدہ بجٹ کا کل تخمینہ 387.575۔ارب روپے ہے اور یہ سب کچھ حکومت کی سخت مالی پالیسی پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے کیا جا سکا ہے۔ مالی سال 11-2010 کے دوران اجراء شدہ supplementary grants کا تقریباً 90 سے 95 فیصد حصہ سیلاب زدگان کی بحالی، ریلیف، مالی امداد، سیلاب سے تباہ شدہ شاہرات، پل اور محکمہ آبپاشی کی تعمیر و مرمت پر خرچ ہوا۔ اس کے علاوہ تنخواہوں اور پنشن میں ہونے والے اضافے کے بوجھ کو بھی برداشت کرنے کے لئے یہ رقم فراہم کی گئی۔ محکمہ خوراک کو مالی سال 11-2010 میں تقریباً 61.605۔ارب روپے کی supplementary grant جاری کی گئی۔ مگر اس رقم کو اکاؤنٹ نمبر 2 سے استعمال کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت 10 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): یہ رقم دراصل گندم کی خرید و خروخت اور بنکوں سے قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ سال کے شروع میں گندم کی خرید اس کی ترسیل، release اور قرضوں کی ادائیگی کے لئے ادا کی جاتی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ correct اخراجات کا تخمینہ نہیں لگایا جا سکتا اور یہ بڑی ناممکن سی بات ہے اسی لئے سال کے دوران ان مدات میں supplementary grants کا اجراء ناگزیر ہو گیا تھا۔ محکمہ خوراک نے سال کے دوران اپنے اصل ہدف سے زیادہ مقدار میں گندم خریدی تھی تاکہ کسان کو حکومت کے اعلان شدہ support programme کے تحت رقم کی ادائیگی ہو سکے۔ ان ضمنی گرانٹ کا بوجھ صوبائی اکاؤنٹ نمبر ا سے برداشت نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے دوستوں نے جن خوب صورت تجاویز کا ذکر کیا ان کو ہم نے کھلے دل سے قبول کیا ہے اور جو تجاویز مثبت ہیں ہماری کمی کوتاہی کو ختم کرنے کے لئے ہیں ہم ان کو اس میں شامل کرنے کے خواہاں ہیں۔ بہت سے دوستوں نے یہاں باتیں کیں اپوزیشن کے اکثر دوستوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ لکھی ہوئی تقریر پڑھی گئی۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ پاکستان کی تاریخ کے اوراق الٹا کر دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ بجٹ کی آج تک جتنی بھی تقاریر ہوئی ہیں وہ لکھی ہوئی ہی ہوئی ہیں کیونکہ بجٹ میں تمام صوبے کے figures کو quote کرنا بہت مشکل کام ہے۔ پرانی ہسٹری

کو ہی ہم نے دہرایا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں بطور Minority Minister بھی یہاں پر کام کر رہا تھا اپوزیشن کے دوستوں نے اس چیز کو target کیا کہ بجٹ میں minorities کے لئے بہت کم رقم رکھی گئی ہے۔ ہم نے آپ کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے اس پر عمل کیا ہے اور اس رقم کو بڑھا کر ساڑھے 32 کروڑ روپے کر دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آپ کی طرف سے جو مؤثر تجاویز آئیں گی ہم انہیں کھلے دل سے قبول کریں گے۔ میں آخر میں پنجاب اسمبلی کے تمام ملازمین جنہوں نے شب و روز اس بجٹ کی تیاری اور بجٹ اجلاس کے تمام tenure میں دن رات انتھک محنت کی۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے ان کے لئے اعزازیہ کے طور پر ایک مہینے کی تنخواہ کا اعلان کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

آخر میں اپنے معزز ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس سیر حاصل بحث میں حصہ لیا، ان کا میں تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں اس کے ساتھ ساتھ پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے تمام میڈیا کے بہن بھائیوں کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے بڑے مثبت انداز میں ہمارے بجٹ اجلاس کی تمام کارروائی کی کوریج کی۔ اس شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا کہ:

تم لاکھ کوششوں سے جگنو نہ بجھا سکے
یہ تو سورج ہے تم سے نہ روکا جائے گا

بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے یاد رہے کہ کل مورخہ 28۔جون 2011 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی 1:00 بجے تک جاری رہے گی، باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔

اب اجلاس بروز منگل مورخہ 28۔جون 2011 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔